فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

اہل نظر کے لئے

سبق آموز مضامین

مرتب

امتیاز احمد

ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مدینہ منورہ

PUBLICATIONS BY THE AUTHOR

1. Speeches for an Inquiring Mind
2. Reminders for People of Understanding
3. International Muslim Youth (in 12 languages)
4. Lessons for Every Sensible Person
5. بین الأقوامی مسلم نوجوان
6. اهلِ نظر کیلئے سبق آموز مضامین
7. وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
8. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا

Readers' Comments

- Hello Imtiaz. I am Shanaz Begum, a British Indian Muslim. I was born and raised in Britain and have never been to India or any Islamic country. Therefore, like many other young British teenagers, I have found it very hard to understand Islam, even after private tutoring since I was three. However, I have found your books to be the most amazing Islamic books I have ever read in my life. My brother bought them for me when he went to Syria.The books are very simple to understand and are liberal, I guess because you are an American Muslim and I can relate to them as naturally as I have adapted to much of the Western culture. I am a Law student so I do not get much time to read the English translation of the Koran. So, I would be grateful if you could please send me some more of your books. Shanaz. UK. Nov. 5, 2001.

- I derived great pleasure from reading your most informative book entitled SPEECHES FOR AN INQUIRING MIND. I believe that this extraordinary work relating to matters pertaining to Hadith and Fiqh and substantiated by Qur'anic injunctions, must be more widely read. Its content matter makes it highly suitable for it to be incorporated as part of the core syllabus in Muslim schools in South Africa. In this regard, I humbly seek your approval and acknowledgement to publish this book in its entirety, expressly for the purpose mentioned above. May Almighty Allah reward you abundantly for your efforts in promoting the Deen. Was-salaam. Nazir Ahmed Talia. South Africa. Jan. 6, 2002.

- 'Reminders for People of Understanding' is indeed a treasure of knowledge carrying innumerable pearls of wisdom gathered from the Holy Quran and Hadith. It deals with the subtle realities of life and offers practical guidelines for human beings to lead a virtuous life. The most important quality of this book which has impressed me is author's style of writing which is marked with simplicity and lucidity. Dr. Asghar Ali Shaikh. Madinah. June, 2001.

- The moment I started reading 'International Muslim Youth' I couldn't put it down until I reached the last page. It is a very informative booklet for non-Muslims wanting to know about Islam. It also serves to strengthen the faith of Muslims and finally gives Muslims an insight on how to propagate Islam. May Allah grant you a successful life in this world and in the life to come. Jafar Cassim. Zimbabwe. March, 2002.

- I am a recent revert to Islam from Hinduism. I am a MBA and working as lecturer I read your three books (reminder, speeches...and international Muslim youth). I found them very much interesting and lucid in style. I appreciate your this contribution to Islamic books world. I want you to continue this kind of work. Mohammed Zubair, India. May 28, 2003.

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

اہل نظر کے لئے

سبق آموز مضامین

مرتب

امتیاز احمد

ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

مدینہ منورہ

مصنف : .... امتیاز احمد

شہریت : .... امریکی

تعلیم : .... ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

تجربہ:

۱ - ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام آباد - پاکستان

۲ - پرنسپل اسلامک اسکولز - امریکہ

۳ - جنرل مینیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy International) رفاہی ادارہ امریکہ

۴ - بانی توحید مسجد آف فارمنگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill Michigan)
اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit Michigan)

۵ - مشیر عریبین ایڈوانس سسٹمز (Arabian Advanced Systems)

مصنف کا پتہ : ص.ب:4321- مدینہ منورہ - سعودی عرب .

ای میل : Email:mezaan22@hotmail.com

ویب سائٹ : Website: www.imtiazahmad.com

آپ میری کتابیں پاکستان ہاؤس نمبر۲ مدینہ منورہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جو کہ العیون (یعنی عثمان بن عفانؓ سٹریٹ) اور سید الشہداء اسٹریٹ کے کراسنگ پر واقع ہے۔

مطابع الرشيد

المدينة المنورة- ص.ب: ١١٠١- فون: ٠٠٩٦٦-٤-٨٣٦٨٣٨٢

ح امتياز أحمد، ١٤٢٤هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

أحمد، امتياز

فاعتبروا يا أولى الأبصار / امتياز أحمد- المدينة المنورة، ١٤٢٤هـ

٩٦ ص، ٢١ سم

ردمك: ٩-٧٧٧-١٠-٩٩٦٠

(النص باللغة الأوردية)

١- المدينة المنورة - تاريخ أ- العنوان

ديوي ٩٥٣.١٢٢ ١٤٢٤/٤٩٦٧

رقم الإيداع: ١٤٢٤/٤٩٦٧

ردمك: ٩-٧٧٧-١٠-٩٩٦٠

فہرست

منطقة احد
AUHUD AREA
منطقة حرة واقم
HARRAT WAQIM
بني سلمة
BANI SALAMAH
منطقة قباء
منطقة بطحان
BATHAN AREA
منطقة المناهل
AL MANAHIL AREA
نقشہ مدینہ منورہ
۱- شہداء احد
۲- مسجد مستراح
۳- مسجد قبلتین
۴- بئر عثمانؓ
۵- جنگ خندق
۶- مسجد نبوی شریف
۷- مسجد ابوذرؓ
۸- مسجد اجابہ
۹- مسجد جمعہ
۱۰- مسجد قباء
۱۱- بنونضیر
۱۲- مدینہ ہسپتال
۱۳- جبل قریظہ

تعارف

زائرین مدینہ منورہ بہت خوش قسمت لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت کاملہ سے نوازا۔ اور انکی زندگی بھر کی دلی خواہش کو پورا کر دیا۔ یہاں پہنچنے کیلئے ہر شخص کو بہت مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بالآخر ان کا خواب حقیقت بن جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو اس روحانی فضا میں پاتے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچ کر تین امور کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مسجد نبوی میں باجماعت نماز قرآن کریم کی مسلسل تلاوت اور رسول اکرم (ﷺ)، آپکے صحابہ کرام، آپکی ازواج مطہرات اور انکی آل پر صلوٰۃ وسلام۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان سب عبادات کو قبول فرمائیں۔ آمین!

اس کے علاوہ زائرین چند تاریخی اور مذہبی مقامات پر بھی حاضری دیتے ہیں۔ مثلاً جب وہ غزوہ احد کے مقام پر جاتے ہیں تو سید الشہداءؓ اور دیگر شہداءؓ کیلئے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح غزوہ احزاب (خندق) کے مقام پر تعمیر شدہ مساجد میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ مسجد قباء اور قبلتین میں بھی حاضری دیتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ ان مقامات پر حاضری دینے سے پہلے ان کے بارے میں انہیں کچھ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ مثلاً غزوۃ احزاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورۃ نازل فرمادی۔ تاکہ ہم اس سے سبق سیکھیں۔ اسی طرح غزوۃ احد کی تفصیل سورۃ آل عمران میں دی گئی ہے۔ اگر ہم ان مقامات اور واقعات کے بارے میں دلجمعی سے مطالعہ کرلیں گے تو وہاں پر حاضری کے دوران اسکی اہمیت اور فوقیت سے پوری طرح مستفید

ہوسکیں گے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ تاریخی کتابوں میں واقعات نہایت تفصیل سے درج ہوتے ہیں۔ اور زائرین کے پاس مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ تفصیلی مطالعہ کرسکیں اور اس تعلیم کو اپنے اندر جذب کرسکیں اسی طرح حج وعمرہ کی گائیڈ میں ان مقامات کا سرسری ذکر ہوتا ہے اور یہ کتابیں ان مقامات سے متعلق اہم نکات ونتائج سے خالی ہوتی ہیں۔

اس کتابچہ کا مقصد یہ ہے۔ کہ ان واقعات سے جو جو اہم سبق ہم سیکھ سکتے ہیں اُن کو نہایت اختصار کے ساتھ زائرین کی خدمت میں پیش کردیا جائے تاکہ انکے اس کتابچہ کو پڑھنے اور اس سے سبق سیکھنے کے ارادہ کو تقویت ملے۔ اس مطالعہ سے زائرین اپنے آباواجداد کی قربانیوں اور انکے روحانی مقام کو زیادہ اچھی طرح جان اور پہچان سکیں گے۔ اور اُن کا ایمان بڑھے گا اور جب وہ روحانیت سے سرشار ہوکر گھر لوٹیں گے تو ان کی زندگیوں میں انشاءاللہ خودبخود انقلاب آجائے گا۔

زائرین کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ خلفاء الراشدین کی زندگیوں کو ہر لمحہ ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ ان کی زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس لئے ان کی زندگیوں کا سرسری جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے پُرانے یہودی قبائل کا حال اور رویہ بھی درج ہے۔ نیز رسول اکرم (ﷺ) اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف انکی چند سازشوں کا بھی اختصار کے ساتھ ذکر ہے۔ اس کتابچہ سے زائرین کو مدینہ منورہ کے حالات واقعات اور مشکلات کا کافی حد تک اندازہ ہوجائے گا۔

اگر ہر شخص اِن حالات کا اپنی موجودہ زندگی سے مقابلہ کرے تو غالباً یہ سمجھنا مشکل نہ

ہوگا کہ فی زمانہ اسلامی احکام پر کاربند ہونا نسبتاً آسان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو پختگی عطا فرما دیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو اپنی مدد آپ کریں۔ مثلاً ہر مرد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد اپنے وطن میں باجماعت نماز کی ادائیگی کو ترجیح دے۔ اور ہر عورت جسطرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حجاب کا خیال رکھتی ہے اسی طرح اپنے وطن میں بھی اس پر کاربند رہے تو ایسی عورت نہایت خاموشی سے اپنے معاشرے کو سنوار دے گی۔ جو کہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ایک بار میں نے اپنی اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر صوفیہ کو یہ کہا کہ آپ مبارک باد کی مستحق ہیں۔ کیونکہ آپ نے حجاب کا اہتمام نہ صرف اسلامی ممالک میں بلکہ امریکہ میں بھی کیا۔ انہوں نے جواباً ایک بہت کام کی بات کہی۔ ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حجاب سے ہم نہ صرف اپنی حفاظت کرتی ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر مردوں کو شر سے بچاتی ہیں۔ یہ نکتہ پہلی بار میری سمجھ میں آیا۔ کہ عورتوں کا حجاب دراصل ہم مردوں کی مدد اور اصلاح کیلئے ہے۔ اور عورتوں کا مردوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔

روحانیت کی ترقی کو پرکھنے کا ایک سادہ ٹیسٹ بھی ہے۔ اگر ہر مرد باجماعت نماز کا اور ہر عورت اسلامی پردہ کا پہلے سے زیادہ اہتمام کرتا ہے تو واضح ہے کہ اُن پر اللہ کے فضل و کرم کا اضافہ ہوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات پر کاربند نہیں تو وہ شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر رہا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے اس ضروری کتابچہ تحریر کرنے کی

سوچ اور توفیق عطا فرمائی۔ مدینہ منورہ میں مجھے اپنے سابقہ اسکول یعنی پاکستان ایئر فورس اسکول سرگودھا پاکستان کے نوجوان بھائی محمد صدیق شیخ صاحب سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔ انہوں نے نہ صرف اس کتابچہ کو آپ تک پہنچانے میں مدد دی بلکہ اس کا مقدمہ لکھنا بھی قبول فرمایا۔

میں جناب ڈاکٹر اصغر علی شیخ صاحب کا بھی شکر گذار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اس کتابچہ کی تیاری میں بہت معونت فرمائی۔

میں اپنی اہلیہ ڈاکٹر صوفیہ صاحبہ کا بھی بے حد ممنون ہوں کیونکہ میری سب کتابوں کی اشاعت وطباعت انکی امریکہ میں میڈیکل پریکٹس کی آمدن سے ہوئی۔ قارئین سے درخواست ہے کہ میرے کنبے اور آباؤ اجداد کو اپنی نیک دعاؤں میں شامل فرمائیں۔

احقر

امتیاز احمد

اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا (اقبال)

مقدمہ

الحمد للہ ہر سال لاکھوں مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں بھی حاضری دیتے ہیں چونکہ نقل وحرکت کی سہولتیں اور حاجیوں کی رہائش دن بدن جدید تر ہو رہی ہیں۔ اس لئے اکثر زائرین مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ زائرین کے لیڈروں کے پاس نہ تو اتنی تعلیم ہے اور نہ ہی وقت کہ وہ حجاج کرام کو تاریخی مقامات کی تفصیل بتا سکیں۔ اگرچہ تاریخ مدینہ کی کئی کتب بھی بازار میں ملتی ہیں۔ لیکن اکثر حاجی صاحبان اس سہولت سے ناآشنا ہیں۔ اور جو اِن کتب کو حاصل کرتے ہیں اُنہیں بھی مدینہ منورہ کے مختصر قیام کے دوران انہیں پڑھنے اور سمجھنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس کے برعکس حج وعمرہ گائیڈز میں تاریخی مقامات کا محض تعارف ہوتا ہے تفصیل نہیں ہوتی۔

لہذا سالہا سال سے ایک ایسے کتابچے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو اختصار کے ساتھ مدینہ منورہ کے اہم تاریخی مقامات وحالات کو بیان کرے اور قرآن پاک کی روشنی میں ان پر تبصرہ بھی پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ''اہل نظر کیلئے سبق آموز مضامین'' نے اس خلا کو پُر کر دیا ہے۔

اس کتابچے کے پڑھنے سے نہ صرف آباؤ اجداد کی غیر معمولی قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلکہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اسلام نے کفار اور منافقین کی سرتوڑ سازشوں کے باوجود کیسے ترقی کی اور اللہ کی مدد اور رحمت کاملہ کے باعث ایک چھوٹی

سی اسلامی ریاست نے کیسے استحکام اور فروغ حاصل کیا۔ یقیناً اس کا تمام تر سہرا رسول اللہ صلی اللہ حضرت علیہ وسلم اوران کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سر ہے۔ پس ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ حضرت علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری ہے۔

الحمد للہ اس کتابچے میں تمام تاریخی حالات اور واقعات مستند اور مدلل انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ مزید براں اِن حالات اور واقعات سے اخذ شدہ نتائج کو اختصار اور آسان زبان میں درج کر دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کتابچے کے مطالعہ سے قارئین کی روحانی ترقی ہوگی اور وہ اس کتاب کی مدد سے تاریخی مقامات کی زیارتوں سے صحیح معنوں میں مستفید ہوں گے۔

میں ''اہلِ نظر کیلئے سبق آموز مضامین'' کے مصنف امتیاز احمد صاحب کو اس قدر معیاری کتاب کی تصنیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق شیخ

ڈپٹی ڈائریکٹر حج ، مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کے فضائل

جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالی سے یہ دعا کی۔ یا اللہ آپ کے محبوب ترین شہر سے نکلا ہوں اب مجھے اپنے سب سے پسندیدہ شہر لے چلئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے آپ کو مدینہ منورہ لے آئے۔ پس مدینہ منورہ اللہ تعالی کا سب سے پسندیدہ شہر ٹھہرا۔ اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی رسول اکرم ﷺ نے اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں ہی گزارنا پسند فرمائی.

جب رسول اکرم ﷺ کسی سفر سے واپس مدینہ آتے تو شہر کے قریب پہنچتے ہی مدینہ کے اشتیاق کی وجہ سے سواری کو تیز کر دیتے اور اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا دیتے۔ تا کہ مدینہ منورہ کی ہوا سے لطف اندوز ہوسکیں۔ اگر راستے میں گرد وغبار بھی ہو تو بھی چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹاتے۔ کیونکہ مدینہ کی خاک میں بھی شفا کی تاثیر ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر کو مدینۃ الشفاء بھی کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی کہ مدینہ منورہ میں ہی موت کی دعا کیا کریں۔ آپ نے فرمایا جس کو مدینہ منورہ میں موت آئے گی میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہونگا علماء کا کہنا ہے کہ جو فرمانبردار ہونگے آپ انکی گواہی دیں گے اور گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ اکثر دعا فرماتے۔ اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرمایئے اور رسول اکرم ﷺ کے شہر میں موت نصیب فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ امام مالکؒ

صرف ایک بار حج کیلئے مکہ مکرمہ گئے۔ باقی سب زندگی اس آس پر مدینہ منورہ میں گزاری کہ یہاں ہی موت نصیب ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے نبی تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے دعا کی۔ میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں۔ میں وہی دعا مدینہ منورہ کیلئے کرتا ہوں۔ اے اللہ مدینہ والوں کو مکہ والوں کی نسبت دوگنی برکت عطا فرما اور انکے مد و صاع (ناپ اور تول کے پیمانے) میں بھی برکت عطا فرما۔

مدینہ منورہ ہر شخص کو اس کے گناہوں کو دور کرنے میں ایسے ہی مدد دیتا ہے جیسے بھٹی چاندی کو صاف وشفاف کرتی ہے۔ صحیحین میں درج ہے کہ اگر کوئی شخص ناشتے میں مدینہ منورہ کی سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے تو اس پر اُس دن کسی زہر یا جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

مسجد نبوی شریف اور مسجد قبا جن کی بنیاد خالصتاً تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر ہے۔ مدینہ منورہ میں ہی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا منبر قیامت کے دن جنت میں داخلے کیلئے سیڑھی ہوگا۔ اور منبر اور آپکے روضہ مبارک کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ دجال مدینہ منورہ کے حرم کی حدود میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یاد رہے کہ سب شہر تلوار کے زور سے فتح ہوئے۔ لیکن مدینہ منورہ ایک ایسا شہر ہے جو قرآن پاک کی تعلیمات سے سر ہوا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو مدینہ منورہ کے بقیع قبرستان میں دفن ہونگے میں قیامت کے دن اُن کی شفاعت کروں گا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ والوں کی عزت کرو۔ کیونکہ میں نے نہ صرف مدینہ منورہ کے لئے ہجرت کی۔ بلکہ میری قبر بھی مدینہ منورہ میں ہوگی اور میں قیامت کے دن مدینہ منورہ سے ہی اُٹھوں گا۔ پس اہل مدینہ کے حقوق کا خاص خیال رکھو کیونکہ وہ میرے پڑوسی ہیں۔ تم پر واجب ہے کہ میرے پڑوسیوں کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کرو۔ اگر کوئی شخص میرے پڑوسیوں کو عزت کی نظر سے دیکھے گا تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہونگا۔ اور جو میرے پڑوسیوں کے حقوق کو نظر انداز کرے گا اس کو قیامت کے دن خون اور پیپ پینی پڑے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ میں رکھے اور قبولیت کے ساتھ یہاں سے ہی اپنے پاس بلا لے۔ آمین.

اہم یاددہانی

واضح ہو کہ بغیر صحیح وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا بطورِ خاص وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرماویں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں۔ ۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں۔

نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔
۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔
۳۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔
۴۔ سجدے کے دوران پاؤں زمین پر جمے رہیں۔
۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگائے رکھیں۔
۶۔ مردوں کو سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہییں۔
۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

خلفاءراشدین کی زندگیوں کا سرسری جائزہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ (11H - 13H)

مدینہ منورہ پہنچ کر زائرین کو خلفاءراشدین سے بہت قربت ہو جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ وہ ان برگزیدہ ہستیوں کی زندگیوں سے سبق سیکھیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: سورۃ النساء 69

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقًا ﴿69﴾

(ترجمہ) اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

علماء کے قول کے مطابق صدیق اس کو کہتے ہیں۔ جو اسلام کے بارے میں سنتے ہی فوراً بلا تعمل اور پورے اخلاص سے اسلام قبول کر لے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایسے ہی کیا۔ اسی وجہ سے انہیں صدیق کا خطاب ملا۔

صدیق اس کو بھی کہتے ہیں جو سچائی کی تصدیق کرے۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کے واقعہ معراج شریف کی سب سے پہلے اور فوری تصدیق کی۔ اس لئے حضور ﷺ نے انہیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ جو ان کے نام کا حصہ بن گیا۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ سے یہ واضح ہے کہ ایک صدیق کا مقام ایک شہید سے بھی بلند ہے۔ پس صدیق ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

طلوع اسلام سے پہلے بھی حضرت ابو بکرؓ کو محمد ﷺ سے بہت انس تھا اور ان کے جگری دوستوں میں سے تھے۔ سچ ہے کہ ایک شخص اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے پر اتنا گہرا اعتماد تھا کہ حضرت ابو بکرؓ نے طلوع اسلام کے پہلے دن ہی اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنا تن من دھن اسلام کے فروغ میں لگا دیا۔ کئی جلیل القدر صحابہ نے آپکی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ کو رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابو بکرؓ کی رفاقت بہت پسند آئی۔ یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے دوران بھی حضرت ابو بکرؓ ہی آپ کے رفیق تھے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ثَانِىَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى ٱلْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَٰحِبِهِۦ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ ٱللَّهُ سَكِينَتَهُۥ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُۥ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلسُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿40﴾

(ترجمہ) اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو خدا اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اُسوقت) دو ہی شخص تھے جن

میں (ایک حضرت ابو بکرؓ تھے دوسرے (خود رسول اللہ ﷺ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اُس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو خدا نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور بات تو خدا ہی کی بلند ہے اور خدا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

مشرکین نئے مسلمانوں کو ایسی ایذائیں پہنچاتے کہ اُن کے لکھنے پڑھنے اور سُننے سے دل تڑپ اٹھتا ہے۔ مثلاً حضرت خباب بن ارتؓ ایک عورت کے غلام تھے۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین ان کو آگ کے شعلوں پر ڈال دیتے اور اُن کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ تاکہ حضرت خبابؓ حرکت نہ کرسکیں۔ کئی بار آپ کے زخموں سے بہتا ہوا خون ان شعلوں کی تمازت کو کم کر دیتا۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خبابؓ۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فُہیرہؓ کو اپنے پیسوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔

اسی طرح زِنیرہؓ ۔ نہدیہؓ اور اُم کبیسؓ بھی غلام عورتیں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے انہیں بہت اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے اِن سب کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابو بکرؓ قرآن پاک کی تعلیمات کو بہت گہرائی سے سمجھتے تھے۔ مثلاً رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب کئی جلیل القدر صحابہ کرامؓ (جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں) اپنے حواس کھو بیٹھے تو حضرت ابو بکرؓ نے آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ کی تلاوت کر کے سب کے شکوک کو رفع کر دیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ

اَنقَلَبۡتُمۡ عَلَىٰٓ أَعۡقَٰبِكُمۡۚ وَمَن يَنقَلِبۡ عَلَىٰ عَقِبَيۡهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيۡـًٔاۗ وَسَيَجۡزِي ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿144﴾

(ترجمہ) اور محمد ﷺ تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گذرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ؟) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔ اور خدا شکر گذاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔

جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنے تو بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اُن سے جہاد کرنا چاہا تو بعض صحابہ کرامؓ نے آپ سے کہا۔ کیا آپ اُن کو قتل کرنا چاہتے ہیں جو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا۔ کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے منکر ہیں وہ یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ زکوٰۃ ادا کئے بغیر نماز بھی معلق رہتی ہے پس آپ نے منکرین زکوٰۃ سے قتال کیا۔ اور ایسے غیر اسلامی رجحانات کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ کا یہ عمل ان سب کیلئے بہت بڑی یاد دہانی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے منحرف ہیں۔

ایک ایسا وقت تھا کہ کئی صحابہ کرامؓ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ سب صحابہ کرامؓ کے گھروں کے مسجد میں کھلنے والے دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے حضرت ابو بکرؓ کے گھر کے۔ یہ ایک طرح کی پیشن گوئی تھی کہ حضرت ابو بکرؓ پہلے خلیفہ بنیں گے۔

اگر آپ منبر نبوی سے مغرب کیطرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد حضرت

ابو بکرؓ کا یہ گھر تھا۔ اور یہ موجودہ باب صدیق کی سیدھ میں تھا۔ مندرجہ بالا سنت کو قائم کرنے کیلئے مسجد نبوی شریف کی ہر توسیع کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کے گھر کے دروازے کو قدرے مغرب کیطرف دکھایا گیا ہے۔ باب صدیق اسی سنت کی اتباع میں ہے۔ اور اس پر خوخہ حضرت ابو بکر لکھا ہے (خوخہ کے معنی چھوٹا دروازہ)۔

رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے دوران حضرت ابو بکرؓ کو ہی امام مقرر کیا گیا یہ بھی آپ کے پہلا خلیفہ بننے کی پیشین گوئی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ایک تاریخی مقام میں ہوئی جو سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ جگہ ابھی بھی موجود ہے۔ اگر آپ مسجد نبوی کے نئے باب سعود سے سعودی بس اسٹاپ SAPTCO یا سعودی پبلک ٹرانسپورٹیشن کمپنی کی طرف چلیں تو سقیفہ بنو ساعدہ باب سعود اور اس کمپنی کے درمیان میں واقع ہے۔ اس جگہ اس وقت ایک باغیچہ اور الیکٹرک پاور ہاؤس ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں جہاد میں کئی حفاظ شہید ہو رہے تھے۔ اس لئے آپ نے قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کروا دیا۔ جو کہ بہت دور اندیشی اور غیر معمولی کارنامہ تھا۔

حضرت ابو بکرؓ اسلام کی مالی اعانت میں ہمیشہ سرفہرست رہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ راہ حق میں صحابہ کرامؓ سے مالی اعانت کا اعلان فرمایا تو آپ نے گھر کی ایک ایک چیز حضور ﷺ کے سامنے لا کر ڈھیر کر دی اور جب حضور نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ تو آپ نے فرمایا کہ صرف اللہ اور اس کا رسول ﷺ۔ اسی بات کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیقؓ کے لئے خدااوراس کارسول بس

حضرت ابو بکرؓ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کئی صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اوراس کی روشنی میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت ابو بکرؓ اور صحابہ کرامؓ کی مکالمات بہت دلچسپ ہیں۔ مثلاً حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پوچھا۔ اگر میرے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا جائے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا۔ وہ اس منصب کیلئے سب سے موزوں ہیں۔ لیکن سخت مزاج ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا۔ وہ سخت مزاج اس لئے ہیں کیونکہ وہ مجھے نرم مزاج پاتے ہیں۔ جب وہ خلیفہ بنیں گے تو خود بخود سختی کو چھوڑ دیں گے۔

جب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عثمانؓ کی رائے دریافت کی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ کا باطن انکے ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ درحقیقت ہم میں سے کوئی بھی انکا ہمسر نہیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت اُسید بن حضیرؓ سے بھی انکی رائے پوچھی۔ توانہوں نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ آپکے بہترین جانشین ہونگے۔ کیونکہ وہ خوش ہونے والی باتوں پر خوش ہوتے ہیں اور ناراض ہونے والی باتوں پر ناراض۔ اُن کا باطن انکے ظاہر سے بھی بہتر ہے۔ وہ خلافت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ اسی طرح کئی اور مہاجرین اور انصار سے بھی مشورہ کیا۔

ابن اثیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت طلحہ بن عبداللہؓ کو پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ کو

خلیفہ مقرر کرنے کے لئے نہایت سنجیدگی سے غور و خوض ہو رہا ہے تو آپ حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے اور فرمایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نہایت سخت مزاج ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ اُن کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ آپ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب کیسے دیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا کہ یا اللہ میں نے تیرے بندوں پر ایک بہترین بندہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

ابن اثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے وفات سے پہلے پوچھا۔ جب سے میں خلیفہ بنا ہوں کونسی نئی اشیاء میری ملکیت میں آئی ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ مندرجہ ذیل تین اشیاء کا اضافہ ہوا ہے۔

ا۔ ایک اونٹ جو کہ پانی لانے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ ایک غلام جو کہ نہ صرف بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے بلکہ مجاہدین کی تلواروں کو بھی تیز کرتا ہے۔

۳۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے حکم دیا کہ میری وفات کے بعد یہ تینوں اشیاء نئے خلیفہ کے حوالے کر دی جائیں۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ اشیاء موصول ہوئیں تو وہ زار و قطار رونے لگے۔ اور یہ کہتے جاتے تھے۔ یا حضرت ابو بکرؓ آپ نے ایسی بینظیر مثال قائم کر کے اپنے جانشین کا کام بہت مشکل کر دیا ہے۔

اس واقعہ میں ان سب کیلئے سبق ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے بعد غیر قانونی طور پر دولت جمع کر لیتے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے گھر کے

دروازے پر کھڑے ہو کر ایک وسیع و بلیغ خطبہ دیا۔ جس کی چند سطور یہاں درج ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اے حضرت ابو بکرؓ اللہ آپ پر رحم فرمائیں۔ آپ رسول اللہ کے محبوب معتمد محرم راز اور مشیر تھے۔ آپ نہ صرف سب سے پہلے اسلام لائے۔ بلکہ سب سے مخلص مومن تھے... آپ رفیق غار تھے... جب لوگ مرتد ہوئے آپ نے خلافت کا حق ادا کیا اور مرتد عاجز آ گئے... پس اللہ آپ کو آپ کے نبیؐ سے ملا دے...

جونہی حضرت علیؓ نے خطبہ ختم کیا تو لوگ زار و قطار رونے لگے اور سب نے بیک زبان کہا۔ "ہاں بیشک اے رسول اللہ کے داماد آپ نے سچ فرمایا"۔

حضرت عمر فاروقؓ (13H - 23H)

ابن ہشام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ ان کے خاندان بنی عدی کی ایک غلام عورت نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اسوقت تک آپ نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہیں بہت غصہ آیا۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ اس عورت کو اتنا مارتے کہ تھک جاتے۔ بالآخر اس مسلمان عورت سے کہتے کہ میں آج تمہیں مزید مارنا بند کررہا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ تم پر ترس کھا رہا ہوں بلکہ اس لئے کہ میں تمہیں مار مار کر تھک گیا ہوں۔ اس عورت کو روزانہ ایسی اذیت دی جاتی حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسے خرید کر آزاد کردیا۔

الجوزی نے اپنی کتاب تاریخ عمر بن خطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ خانہ کعبہ کے غلاف کے پیچھے چھپ گئے۔ اس وقت رسول اکرم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا کررہے تھے۔ آپ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت کی حضرت عمرؓ قرآن پاک کی فصاحت وبلاغت سے بہت متاثر ہوئے۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یقیناً یہ کسی بڑے شاعر کا کلام ہے۔ اس وقت رسول اکرم نے الحاقہ آیات نمبر 41 کی تلاوت فرمائی.

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿41﴾

(ترجمہ) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔

اس پر حضرت عمرؓ نے دل ہی دل میں کہا۔ پھر یہ ضرور کسی کاہن کا کلام ہے اس پر رسول اکرم ﷺ نے آیت نمبر ۴۲ اور اس سورت کی باقی آیات کی تلاوت فرمائی۔

الحاقہ: 42-52

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿42﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿43﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿44﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿45﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿46﴾ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿47﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿48﴾ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ﴿49﴾ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿50﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿51﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿52﴾

(ترجمہ) اور نہ کسی کاہن کا کلام ہے۔ لیکن تم لوگ بہت کم فکر کرتے ہو۔ (یہ تو) پروردگارِ عالم کا اُتارا (ہوا) ہے۔ اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اُن کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں۔ نیز یہ کافروں کے لئے (موجبِ) حسرت ہے۔ اور بیشک کہ یہ قابل یقین ہے۔ سو تم اپنے پروردگار عزوجل کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن سے میرا دل اتنا متاثر ہوا کہ اس دن مجھے یقین ہوگیا اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ لیکن میں آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھا۔ اور حسبِ معمول اسلام کی بڑھ چڑھ کر مخالف کرتا رہا۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ سے اسلام کی دن بدن ترقی دیکھی نہ گئی۔ ایک دن ننگی تلوار لیکر اپنے گھر سے نکلے تاکہ توبہ نعوذ باللہ بانی اسلام محمد ﷺ کا کام تمام کردیں اور اس طرح

اس نئے مذہب کا قلع قمع ہو۔ راستے میں انکا ایک دوست سے ٹکراؤ ہوا۔ دوست نے پوچھا کہاں کی ٹھانی ہے۔ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ محمد ﷺ کا کام تمام کرنا چاہتا ہوں۔ دوست نے کہا۔ پہلے اپنے گھر کو سنبھالو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مشرف با اسلام ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصہ سے بھڑک اٹھے اور اپنا رخ بہن کے گھر کیطرف کرلیا۔ مکان کے پاس کچھ تلاوت کی آواز سنی۔ سرعت سے مکان میں داخل ہو گئے اور بہنوئی کو خوب پیٹا۔ بہن آڑے آئی تو اسے بھی مار مار کر زخمی کر دیا۔ بہن کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ بہن پھر بھی کہتی جاتی تھی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنی بہن کے چہرے پر خون دیکھ کر تھوڑے سے کھسیانے ہو گئے۔ اور کہا اچھا وہ دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا۔ تم ناپاک ہو۔ پہلے غسل کرو۔ پھر اس کو ہاتھ لگا سکتے ہو۔ غسل کے بعد حضرت عمرؓ نے طٰہٰ کی آیات 1 تا 14 تلاوت کی۔

طٰه ﴿1﴾ مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ ﴿2﴾ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿3﴾ تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ ٱلْأَرْضَ وَٱلسَّمَٰوَٰتِ ٱلْعُلَى ﴿4﴾ ٱلرَّحْمَٰنُ عَلَى ٱلْعَرْشِ ٱسْتَوَىٰ ﴿5﴾ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ ٱلثَّرَىٰ ﴿6﴾ وَإِن تَجْهَرْ بِٱلْقَوْلِ فَإِنَّهُۥ يَعْلَمُ ٱلسِّرَّ وَأَخْفَى ﴿7﴾ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ﴿8﴾ وَهَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ مُوسَىٰٓ ﴿9﴾ إِذْ رَءَا نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ ٱمْكُثُوٓا۟ إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىٓ ءَاتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى ٱلنَّارِ هُدًى ﴿10﴾ فَلَمَّآ أَتَىٰهَا نُودِىَ يَٰمُوسَىٰٓ ﴿11﴾ إِنِّىٓ أَنَا۠ رَبُّكَ فَٱخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِٱلْوَادِ ٱلْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿12﴾ وَأَنَا ٱخْتَرْتُكَ فَٱسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰٓ ﴿13﴾ إِنَّنِىٓ

أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي ﴿14﴾

(ترجمہ) طٰہٰ۔ (اے محمد) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کیلئے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے۔ یہ اُس (ذات برتر) کا اُتارا ہوا ہے۔ جس نے زمین اور اُونچے اُونچے آسمان بنائے۔ (یعنی خدائے) رحمٰن۔ جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ زمین کی مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے۔ (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس کے (سب) نام اچھے ہیں۔ اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے مَیں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کرسکوں۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ۔ مَیں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طوٰی میں ہو۔ اور میں نے تم کو منتخب کرلیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سُنو۔ بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔

تلاوت سن کے بعد حضرت عمرؓ بے ساختہ کہنے لگے۔ یہ کتنی پیاری اور اعلیٰ کتاب ہے مجھے بھی محمد ﷺ کے گھر کی طرف رہبری کرو۔ پس حضرت عمرؓ سیدھے محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور صدق دل سے اسلام قبول کرلیا۔

بخاری میں درج ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ مشرکین نے حضرت عمرؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تا کہ انہیں آبائی مذہب سے منحرف ہونے پر قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کے ایک دوست نے اس گروہ کو بڑی مشکل سے منتشر کیا۔

الجوزی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اکرم ﷺ سے یہ سؤال کیا۔ کیا ہم حق پر نہیں خواہ ہم جئیں یا مریں۔ رسول اکرم ﷺ نے جواب دیا۔ یقیناً ہم حق پر ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور اب ہم اسلام کی تبلیغ اور نماز کی ادائیگی چھپ کر نہیں بلکہ مشرکوں کی موجودگی میں کریں گے.

اتفاق کی بات ہے کہ حضور کے چچا حضرت حمزہؓ تین دن پہلے مشرف با اسلام ہوئے تھے۔ اُن کا بھی بہت رعب تھا۔ اب سب مسلمان حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت میں دو قطاروں میں باہر نکلے اور کھلم کھلا نماز پڑھنے اور تبلیغ کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت دیکھ کر مشرکوں کے دل جل گئے۔ لیکن انہیں مداخلت کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی روز رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ ابن مسعودؓ رفرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو بہت تقویت اور عزت ملی۔

حضرت عمرؓ کی دور اندیشی

حضرت عمرؓ بہت ذہین اور دور اندیش تھے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی کئی تجاویز پسند آئیں اور اُن کو قرآنی تعلیمات کے ذریعے آئندہ نسلوں کیلئے فرض کر دیا۔ چند

مثالیں حسب ذیل ہیں۔

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ سب قسم کے لوگ آپ سے ملنے آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض اچھے ہیں اور بعض اچھے ذہن کے حامل نہیں ہوتے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردہ میں رہنے کی تلقین فرمادیں۔ تاکہ وہ بُرے لوگوں کے شر سے بچ جائیں۔

حضرت عمرؓ کے اس قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کیلئے یہ آیت نازل فرمادی۔ الاحزاب:53

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ

(ترجمہ) اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور اُن کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔

اس کے بعد سب مسلمان عورتوں کیلئے بھی آیت نازل فرمائی۔ الاحزاب: 59

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿59﴾

(ترجمہ) اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنی (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر اُن کے لئے موجب شناخت (و امتیاز) ہوگا تو کوئی اُنکو ایذا نہ دیگا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح بخاری اور مسلم میں درج ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ رب العزت نے تین معاملات میں میری تائید فرمائی:

اولاً: میں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی: البقرۃ : 125

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

(ترجمہ) اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اُسکو نماز کی جگہ بنالو۔

دوسری بات یہ کہ جیسا کہ اُوپر ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پردے کے بارے میں حکم صادر فرمایا۔

تیسرے یہ کہ جب رسول اکرم ﷺ کی بیویوں میں رشک اور قدرے حسد پیدا ہوا جس سے قدرتی طور پر رسول اکرم ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ حضرت عمرؓ کو رسول اکرم ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ آپکی تکلیف برداشت نہ کرسکے اور امہات مومنین کو اور خاص کر اپنی بیٹی حفصہؓ کو کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی آیت نازل فرمادی۔ التحریم: 5

عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ﴿٥﴾

(ترجمہ) اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں۔ اُن کا پروردگار تمہارے بدلے اُن کو تم سے بہتر بیبیاں دیدے مسلمان صاحبِ ایمان فرمانبردار توبہ

کرنیوالیاں عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں بن شوہر اور کنواریاں۔

حضرت عمرؓ کی فراست

حضرت عمرؓ غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے ہر معاملہ کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اور اپنے فیصلہ کا نہایت جرأت سے اعلان فرماتے۔ مثلاً بدر کی جنگ کے بعد مشرکین کے ستر سردار قید ہوئے۔ اس وقت تک اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے کوئی ہدایات نازل نہ ہوئی تھیں۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ذکر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ اسیران جنگ کا معاملہ دو طرح سے نبٹایا جاسکتا ہے۔ ایک یہ کہ سب اسیران جنگ کو قتل کر دیا جائے تاکہ طاقتور دشمن کی کمر ٹوٹ جائے۔ یا یہ کہ اسیران جنگ سے مالی تاوان لیکر انہیں رہا کر دیا جائے۔ آپ نے صحابہ کرامؓ کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ نے پہلی رائے سے اتفاق کیا۔ جب کہ باقی سب صحابہ کرامؓ نے دوسری رائے کو بہتر سمجھا۔ رسول اکرم ﷺ چونکہ رحمۃ العالمین ہیں۔ انہوں نے بھی دوسری رائے پر عمل درآمد کیا۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ جس میں دوسری رائے کی ترغیب دینے والے صحابہ کرامؓ کو تنبیہ کی گئی: الانفال: 68-67

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ ٱلدُّنْيَا وَٱللَّهُ يُرِيدُ ٱلْءَاخِرَةَ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿67﴾ لَّوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿68﴾

(ترجمہ) پیغمبر کو شایان نہیں کہ اُس کے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک

(کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے۔ اگر خدا کا حکم پہلے نہ آ چکا ہوتا۔ تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اُس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں مزید ہدایات نازل فرمائیں۔ اور امتِ محمدیہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ ان ہدایات کی رو سے اسیران جنگ کا تاوان اور مال غنیمت امتِ محمدیہ کیلئے حلال کر دیئے گئے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کو ان کی گذشتہ غلطی معاف کر دی۔ الانفال: 69

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿69﴾

(ترجمہ) تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اُسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیّب ہے۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عمرؓ کی رشتہ داری

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ سے شادی کی۔ اس طرح حفصہؓ امہات المومنین میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے شادی کی۔ اس شادی کے بعد حضرت عمرؓ فخر سے کہتے تھے کہ اب میں رسول اکرم ﷺ کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

حضرت عمرؓ کا دور حکومت

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت اسلامی طرز حکومت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپ نے

ایران۔ شام۔ روم۔ فلسطین اور ترکی کے بعض حصے فتح کئے آپ نہایت ذہین اور مدبر تھے آپ کا نظام حکومت اصلاحات اور خدمت خلق کا جذبہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ آپ ہی نے اسلامی کیلنڈر بھی رائج کیا۔

فتح یروشلم

فتح یروشلم نہایت دلچسپ واقعہ ہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے یروشلم کا محاصرہ کیا۔ بالاخر اہل یروشلم مسلمانوں سے صلحنامہ کرنے کیلئے اس شرط پر تیار ہوئے۔ کہ خلیفہ وقت اس صلح نامہ پر دستخط کرنے یروشلم آئیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ایک غلام سالم نامی کے ہمراہ یروشلم کیلئے روانہ ہوگئے۔ اِن دونوں کے پاس ایک اونٹ تھا۔ جس پر غلام اور آقا باری باری سواری کرتے جبکہ دوسرا ساتھی پیدل چلتا۔ یاد رہے کہ اِن کے ساتھ کوئی اور سیکیورٹی یا پروٹوکول نہیں تھا کئی دنوں کے سفر کے بعد جب یروشلم شہر میں داخل ہونے لگے تو سالم کی سواری کرنے کی باری تھی۔ اور حضرت عمرؓ اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہے تھے۔ سالم نے اپنی باری حضرت عمرؓ کو پیش کی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے انکار کیا اور فرمایا۔ کہ اسلام کی دی ہوئی عزت ہمارے لئے کافی ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چلتے یروشلم میں داخل ہوتے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے باہمی صلح نامہ پر دستخط کیئے۔ اور اہل یروشلم کو ہر طرح سے ذاتی اور مالی تحفظ اور امان عطا فرمائی۔ آپ نے ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور بغیر کسی روک ٹوک کے عبادت کرنے کی بھی

اجازت دی۔

آپ کی شہادت

۲۶ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے نصرانی غلام ابولؤلؤ فیروز نے فجر کی نماز کے دوران حضرت عمرؓ پر اپنے خنجر سے حملہ کر دیا۔ آپ شدید زخمی ہوئے اور فرش پر گر پڑے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز مکمل کرائی۔ ابولؤلؤ نے اپنے آپ کو بھی خنجر سے ہلاک کر لیا۔

آپکی صاحبزادی حفصہؓ ماتمی الفاظ کہتی ہوئی اپنے والد کے پاس پہنچی۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کہا میں تمہاری آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا لیکن یاد رکھو جس میت پر بین کیا جاتا ہے۔ فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت صہیبؓ آپ کے زخم دیکھ کر چیخ اٹھے۔ ہائے عمر۔ ہائے عمر۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بھائی صبر سے کام لو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر ماتم کیا جاتا ہے اس پر عذاب ہوتا ہے۔

وفات کے وقت حضرت عمرؓ کا سر انکے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے زانو پر تھا اور وہ وصیت سن رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ میرے زانو اور زمین میں کیا فرق ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دے۔ شاید خدا مجھ پر مہربان ہو جائے اور رحم کرے۔

کاش اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی عاجزی اور خدا کا خوف عطا کر دیں۔ آمین!

حضرت عثمانؓ (24H - 35H)

حضرت عثمانؓ نے طلوع اسلام کے فوراً بعد حضرت ابو بکرؓ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا آپ نے رسول اکرم ﷺ کی بیٹی رقیہؓ سے شادی کی۔ قریش کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر دونوں نے حبشہ ہجرت کی۔ امت محمدیہ میں آپ پہلا جوڑا تھے جنہوں نے اسلام کی راہ میں ہجرت فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں یہ خبر ملی کہ اب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے حالات بہتر ہیں۔ اس لئے آپ دونوں واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔ بعد ازاں آپ دونوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ مدینہ منورہ میں رقیہؓ بیمار ہو گئیں۔ اور جب رسول اکرم ﷺ بدر کی جنگ میں مشغول تھے۔ رقیہؓ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

حضرت عثمانؓ نے رسول اکرم ﷺ کی دوسری بیٹی ام کلثومؓ سے شادی کی۔ اور اس طرح آپ نے ذوالنورین کا لقب حاصل کیا۔ (یعنی دو نوروں والے)۔

حضرت عثمانؓ کی فیاضی

مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں کو روز مرہ استعمال کیلئے پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بئر رومہ ایک یہودی سے خریدا اور مسلمانوں کو مفت پانی مہیا کیا۔ یہ اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹرسٹ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اس غیر معمولی عمل صالح کی وجہ سے جنت کی بشارت دی۔ سات ہجری کے دوران رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی شریف کی توسیع کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ہی

اس توسیع کیلئے مسجد نبوی شریف سے ملحقہ زمین خرید کر مسجد کی ملک کر دی۔ حضرت عثمانؓ نے کئی معرکوں میں دل کھول کر پیسہ دیا۔ مثلاً تبوک کی جنگ کیلئے آپ نے نو سو اونٹ۔ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیئے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی شریف کی مزید توسیع کی۔ اسے نہایت خوب صورت پتھروں سے تعمیر کیا اور سب کام اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی۔ کہ مسجد نبوی شریف کی جنوبی دیوار وہی ہے جو حضرت عثمانؓ نے تعمیر کرائی تھی اور آجکل بھی امام صاحب اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے حضرت عثمانؓ نے نماز کی امامت کی۔ اسی لئے اسے محراب عثمانی کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا دور خلافت

آپ کا ابتدائی دور خلافت نہایت پرسکون تھا۔ اور آپ نے ہر حکومتی شعبے کو ترقی دی۔ تاہم وسیع و عریض اسلامی سلطنت کو سنبھالنا قدرے مشکل ہو گیا۔ ابن سبا نے جو ایک یہودی منافق تھا۔ سازشوں کا جال بچھا دیا۔ بالآخر آپ کو اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت کی داستان نہایت المناک اور طویل ہے۔ آپ کا یہ گھر موجودہ باب بقیع کے سامنے تھا۔ آپ نے دشمنوں کے خلاف لڑائی نہ کی۔ بلکہ اپنی زندگی اس بات پر قربان کر دی کہ مسلمانوں کے درمیان خونریزی نہ ہو۔ شہادت کے وقت آپکی حضرت عمر ۸۲ برس تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشگوئی کی تھی۔ ایک بار رسول اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ احد پہاڑ پر موجود تھے۔

پہاڑ اچانک تھرتھرانے لگا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر آہستہ آہستہ مارا اور ساتھ ہی فرمایا۔ اے پہاڑ رک جا۔ کیونکہ تجھ پر ایک رسول۔ ایک صدیق اور دو شہداء ہیں۔ احد کا تھرتھرانا یک دم بند ہو گیا۔

یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا مشکل حالات کے دوران حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو نہایت مخلصانہ رائے دیتے رہے اور وہ حضرت عثمانؓ کے قریبی مشیر تھے۔ ان میں حد درجہ باہمی اعتماد اور احترام تھا۔ جب منافقین نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرۃ کر لیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر بطور سیکورٹی گارڈ یا پاسبان مقرر کیا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے تقریباً ایک ماہ تک یہ اہم اور خطرناک ڈیوٹی دی۔ تاہم مجرمین حضرت عثمانؓ کے مکان کے عقب سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

جیسا کی پہلے ذکر کیا ہے حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کیلئے ایک مجلس شوریٰ مقرر فرمائی۔ اس میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ اس مجلس شوری کی میٹنگ کے دوران حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کیلئے ووٹ دیا۔ جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے کیلئے ووٹ دیا۔ بالآخر حضرت عثمانؓ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ ہر دو کو ایک دوسرے کا کتنا احترام تھا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی

اور حضرت عمرؓ فخر سے یہ کہتے تھے کہ اس شادی کے بعد میں بھی رسول اکرم ﷺ کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

اگر ان سب امور کو سامنے رکھا جائے۔ تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ میں کسی قسم کی اَن بَن کا شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ وہ سب ایک دوسرے کے مداح اور مشیر خاص تھے۔ بد قسمتی سے بعض لوگ غلط بیانی سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور حقائق کی روشنی میں اپنی اصلاح کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کرے۔ آمین!

حضرت علیؓ (35H - 40H)

حضرت علیؓ کی پروش رسول اکرم ﷺ کے زیر سایہ ہوئی۔ پس حضرت علیؓ نے رسول اکرم ﷺ سے براہ راست تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور رسول اکرم ﷺ کے سب اوصاف حمیدہ کو دیکھا سمجھا اور اُن پر عمل پیرا ہوئے۔ حضرت علیؓ نے بچپن میں ہی اسلام قبول کرلیا اور بچپن سے ہی پختہ ایمان آپکے دل میں پیوست ہوگیا تھا۔ آپ نے زندگی بھر اپنا چہرہ کسی بُت کے سامنے نہیں جھکایا۔ اسی لئے ہم آپ کے نام کے ساتھ تعظیماً کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ پر تعلیم و تبلیغ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل پہلی آیت نازل ہوئی۔

سورۃ الشعراء: 214

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾

(ترجمہ) اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔

یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہدایت و تعلیم پہنچایئے۔ پس رسول اکرم ﷺ نے اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو ایک روز کھانے پر مدعو کیا۔ اور کھانے کے دوران اسلام سے متعارف کرایا۔ لیکن حضرت علیؓ کے سوا کسی نے بھی آپکی بات کی طرف توجہ تک نہ دی اس وقت حضرت علیؓ نے کھڑے ہوکر نہایت جراتمندانہ انداز سے کہا گو میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ میری ٹانگیں بھی لاغر ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں۔ پھر بھی میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھی اور معاون رہوں گا۔ قریش کے

سرداروں نے حضرت علیؓ کی یہ بات سن کر بہت زور سے قہقہہ لگایا۔

رسول اکرم ﷺ حضرت علیؓ کو بہت چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ نے آپ کی چہیتی بیٹی فاطمہؓ سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے جن کا نام حسنؓ حسینؓ اور محسنؓ (جو کہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے) تھے۔ اس کے علاوہ زینبؓ اور کلثومؓ آپکی دو بیٹیاں تھیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ گو مکہ کے قریش رسول اکرم ﷺ کے جانی دشمن تھے۔ لیکن وہ بخوبی جانتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ قابل اعتماد اور ایماندار شخص ہیں۔ اس لئے آپ کے بدترین دشمن بھی اپنی قیمتی اشیاء اور زیورات رسول اکرم ﷺ کے پاس بطور امانت رکھا کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت علیؓ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار اور جرأت مند تھے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کو کہا اور ہدایت فرمائی کہ سب مالکوں کی امانتیں اُن کو واپس کریں۔ ایسے مشکل وقت میں ایسی ذمہ داری صرف حضرت علیؓ کو سونپی۔ جو کہ حضرت علیؓ کی اعلیٰ صلاحیتوں پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ کا شیر

حضرت علیؓ نے سب لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بے مثال جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ مثلاً بدر کی جنگ کی ابتداء ہی میں ولید بن عتبہ نے مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علیؓ نے اس کا سامنا کیا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے واصل بہ جہنم کیا۔ اس سے

مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔اسی طرح احزاب کی لڑائی میں عبدالودّ جوایک نہایت تجربہ کار جنگجو مشرک تھا۔وہ اور اسکا گھوڑا خندق کو پھاند کر مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے۔حضرت علیؓ نے اسکا مقابلہ کرنا چاہا تو اُس نے آپ سے لڑنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ تم تو طفل مکتب ہو۔میرے پائے کے کسی آدمی کو بھیجو۔حضرت علیؓ اس کا مقابلہ کرنے پر مصر ہوئے اور اس مشرک کو بھی آناً فاناً قتل کردیا۔

خیبر کی جنگ کے دوران مسلمانوں کی ان تھک کوششوں کے باوجود جب قماس نامی قلعہ فتح نہ ہوسکا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ یہ عزت افزائی اسے ملے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اگلی صبح رسول اکرم ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔اس وقت حضرت علیؓ قدرے علیل تھے اور انکی آنکھیں بُری طرح دُکھ رہی تھیں۔اس وجہ سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔لیکن رسول اکرم نے اپنا لعاب اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور اِن ہاتھوں سے حضرت علیؓ کی آنکھوں کو چھوا۔اللہ کے فضل سے حضرت علیؓ کی آنکھیں صحت یاب ہوگئیں۔اور حضرت علیؓ نے اس یہودی قلعے کو فتح کرلیا۔اسی وجہ سے حضرت علیؓ کو فاتح خیبر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکہ دین ووطن　　　اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے

حضرت علیؓ کی غیر معمولی جنگی صلاحیتوں کیوجہ سے آپ کو اسد اللہ یا اللہ کے شیر کا خطاب ملا۔

رسول اکرم ﷺ نے نہ صرف حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت

لوگوں کی امانتیں واپس کرنے پر مامور کیا۔ بلکہ وقتاً فوقتاً غیر معمولی ذمہ داری کے کام بھی آپ ہی کو سونپے۔ مثلاً سن ۹ ھ میں حضرت ابوبکرؓ امیر حج تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مکہ مکرمہ روانگی کے بعد رسول اکرم ﷺ پر سورہ برأت نازل ہوئی۔ اس وحی کے احکام کے اعلان کیلئے حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ پس حضرت علیؓ نے حج کے موقع پر اعلان کیا کہ آئندہ کسی غیر مسلم کو اور کسی شخص کو ننگے جسم سے طواف کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس طرح حرم شریف کو غیر مسلموں سے پاک کر دیا گیا۔

حضرت علیؓ کا دور خلافت

حضرت علیؓ ۲۱ ذوالحجۃ سنہ ۳۵ھ کو خلیفہ بنے۔ اکثر مسلمانوں نے آپ کی بیعت کی۔ یہاں تک کہ منافق ابن سبا گروپ نے بھی آپ کی بیعت کی چند ممتاز صحابہ کرامؓ نے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے آپ کی بیعت نہ کی۔ حضرت علیؓ کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً آپ نے اپنی خلافت کے تیسرے دن ابن سبا گروپ کو مدینہ منورہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ ابن سبا گروپ نے صاف انکار کر دیا۔ اُن کا مقصد تھا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر حالات کے مطابق ریشہ دوانیاں کرتے رہیں گے۔

حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ پہلے حکومت کو مستحکم بنایا جائے اور پھر حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگا کر اُن کو سزا دی جائے۔ لیکن بعض ممتاز صحابہ کرامؓ کا خیال تھا۔ کہ خلیفہ وقت کو سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگانا چاہیے۔ ان دونوں انداز فکر میں فاصلہ بڑھتا گیا۔ اور اختلافات نے شدت اختیار کر لی۔

علاوہ ازیں ایک اور خطرناک گروپ کی تشکیل بھی ہوئی۔ اس کا نام خوارج

تھا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اب یہ گروپ خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمان اکابرین کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب حضرت علیؓ حضرت عمر بن عاصؓ اور حضرت معاویہؓ صبح کی نماز کو آئیں تو تینوں کو ایک ہی دن قتل کر دیا جائے۔ خوارج گروپ نے تین افراد کو اس کام کیلئے نامزد کیا۔ تینوں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کیلئے مقامات متعلقہ مقام پر پہنچ گئے۔ تاکہ ۱۷ رمضان سنہ ۴۱ھ کی صبح کو اسے عملی جامہ پہنائیں۔ اتفاقاً حضرت عمر بن عاصؓ اس روز فجر کی نماز میں حاضر نہ ہوئے۔ امیر معاویہؓ معمولی زخموں کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جبکہ عبداللہ بن ملجم نے حضرت علیؓ کو شدید زخمی کر دیا اور آپ نے ان زخموں کی تاب نہ لا کر ۲۰ رمضان کو اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ حضرت علیؓ کا یہ اعزاز ہے کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور شہادت کا مرتبہ بھی مسجد میں ہی ملا۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کسے را میسر نہ شد ایں مقام　　بہ کعبہ ولادت، بہ مسجد شہادت

اس وقت آپکی حضرت عمر ۶۳ برس تھی۔ اور آپ کا دور خلافت چار سال اور نو ماہ تھا۔

مسند حسن میں درج ہے کہ حضرت علیؓ کو دفن کے بعد دوسرے روز امام حسنؓ نے مسجد میں خطبہ دیا۔ لوگو کل تم سے ایک ایسا شخص رخصت ہو گیا جس سے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کر سکے اور نہ پچھلے اسکی برابری کر سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اسے جھنڈا دیئے تھے۔ اور اسکے ہاتھ پر فتح ہو جاتی تھی۔ اس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف اپنے روزینے (یومیہ الاؤنس) میں سے کاٹ کر سات سو درہم گھر کے لئے جمع کئے (ایک درہم تقریباً چار آنے کا ہوتا تھا).

غزوۂ احد

جنگ کا سرسری جائزہ

سید الشہداء امیر حمزہؓ کے مقبرہ اور احد پہاڑ کی زیارت سے پہلے غزوہ احد کا سرسری جائزہ لینا بہت سود مند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کا سورہ آل عمران میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ امت محمدی اس سے ضروری ہدایت پا سکے۔

بدر کی جنگ میں مشرکین کے ستر لیڈر قتل ہوئے اور ستر ہی قید۔ جبکہ صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ مشرکین اس کا بدلہ لینے کیلئے تین ہزار سپاہی۔ تین ہزار اونٹ۔ دو سو گھوڑے اور دیگر جنگی سامان کے ساتھ احد پہاڑ کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ اُن کے ہمراہ پندرہ عورتیں بھی تھیں جو کہ گیت گاتیں اور لڑائی کیلئے جذبات اُبھارتیں۔

شروع میں اسلامی فوج میں ایک ہزار افراد تھے۔ راستے میں منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ حضرت جابرؓ کے والد صاحب نے انہیں یاددہانی کے طور پر اللہ کے راستے میں جہاد کی ترغیب دی لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ آل عمران: 167

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ (167)

(ترجمہ) اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے۔ اور (جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ خدا

کے راستے میں جنگ کرو (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے۔

بالآخر سات سو مسلمان تین ہزار مشرکوں کے مقابلے میں احد پہاڑ کے دامن میں ڈٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے لشکر کی ترتیب و تنظیم نہایت فراست سے کی۔ تیراندازوں کے ایک گروہ کو ایک پہاڑی پر متعین فرمایا۔ اور صحیح بخاری شریف کے الفاظ کے مطابق انہیں تلقین کی کہ اگر ہمیں چڑیاں اچک رہی ہوں۔ تب بھی اس جگہ کو نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں بلا بھیجوں۔

جنگ کا آغاز ہوا۔ تو شروع میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر تیرانداز نیچے آکر مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ دشمن نے ان کی غیر حاضری کا فائدہ اُٹھایا اور یک بار حملہ کر کے فتح کو شکست میں بدل دیا۔ اس طرح بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور رسول اکرم ﷺ بھی زخمی ہوئے۔ مشرکوں نے شہداء کا مثلہ کیا۔ اور فتح کے نشے میں واپس مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔

چند واقعات کی قدرے تفصیل

جنگ کا آغاز ہوا۔ تو حضرت زبیر بن عوامؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت عاصم بن ثابتؓ۔ حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے انفرادی طور پر مشرکوں کے سورماؤں کا مقابلہ کیا۔ ہر ایک کو باذن اللہ فتح نصیب ہوئی اور انہوں نے ایک ہی خاندان کے دس افراد کو واصل جہنم

کیا۔ یہاں تک کہ اس خاندان کا کوئی مرد باقی نہ بچا جو مشرکوں کا پرچم اٹھا سکے۔

تیر اندازوں نے بھی شروع شروع میں نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اور دشمن کے دستے کو تین بار پسپا کیا۔ اسی دوران ایک غلام ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کا نام وحشی تھا۔ جب حضرت حمزہؓ اس کی زد میں آئے تو ان پر اچانک وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اس بڑے نقصان کے باوجود مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔ اور مشرکین میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ دشمن کی عورتیں میدان جنگ سے بے تحاشہ بھاگ رہی تھیں یہاں تک کہ اُن کی ٹانگوں کے نچلے حصے ننگے نظر آرہے تھے۔

جب تیر اندازوں نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا۔ تو فتح سے سرشار مال غنیمت اکٹھا کرنے لپک پڑے۔ ان کے لیڈر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی یاددہانی کے باوجود چالیس تیر اندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور باقی صرف نو افراد رہ گئے۔ دشمن نے مسلمانوں کی اس کمزوری کو بھانپ لیا۔ اور خالد بن ولید کی سرکردگی میں گھوڑ سواروں نے ایک بار پھر تیر اندازوں پر حملہ کیا۔ اور سب کو شہید کر دیا۔ دشمن کے گھوڑ سواروں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمان حیران و ششدر رہ گئے اور اِن کی تنظیم ٹوٹ گئی۔ کئی مسلمان جان بچانے کیلئے میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ پس آناً فاناً جنگ کی حالت بدل گئی۔ آل عمران: 155-153

۞ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُۥنَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ وَٱلرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ فَأَثَٰبَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا۟ عَلَىٰ

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَٰبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿153﴾ ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنۢ بَعْدِ ٱلْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَآئِفَةً مِّنكُمْ ....

إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوْا۟ مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ إِنَّمَا ٱسْتَزَلَّهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا۟ ۖ وَلَقَدْ عَفَا ٱللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿155﴾

(ترجمہ) (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دُور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کرنہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ تمکو تمہارے پیچھے کھڑے بُلا رہے تھے۔ تو خدا نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اس سے تم اندوہناک نہ ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ پھر خدا نے غم و رنج کے بعد تم پر تسلّی نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہوگئی۔

(ترجمہ) جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جب کہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئی۔ تو اُن کے بعض افعال کے سبب شیطان نے اُن کو پھسلا دیا مگر خدا نے اُن کا قصور معاف کر دیا۔ بیشک خدا بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔

اس مشکل وقت میں بھی کئی مسلمانوں نے دشمن کا بہت دلیری سے مقابلہ کیا۔ مثلاً حضرت انس بن النضرؓ کی شہادت کے بعد اُن کے جسم پر ستر زخم تھے ان کی بہن اُن کی لاش کو صرف اُن کی انگلیوں سے شناخت کر سکی۔

اس وقت رسول اکرم ﷺ کے گرد صرف نو صحابہ تھے دشمن نے اور پیش قدمی کی

اور رسول اکرم ﷺ کے گرد خونریز جنگ ہونے لگی۔ آپ کی حفاظت کرنے والے سات صحابہ ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ کہ اب صرف حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ پورے مشرکین کا مقابلہ کر کے رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے زخم

دشمن نے آپ پر ایک پتھر پھینکا۔ رسول اکرم ﷺ گر پڑے۔ آپ کا ایک نچلا دانت ٹوٹ گیا اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہو گیا۔ ایک اور دشمن نے آپ کے ماتھے کو زخمی کر دیا۔ ایک تیسرے دشمن نے آپ پر اتنے زور سے تلوار کا وار کیا۔ کہ آپکی خود کی دو کڑیاں آپکے چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ اب آپ کے چہرے سے مسلسل خون بہنے لگا۔

رسول اکرم ﷺ کی حفاظت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مشرکوں پر تیر پر تیر چلا رہے تھے۔ رسول اکرم ﷺ آپ سے بہت خوش تھے۔ اور فرماتے تھے چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت طلحہ بھی دشمن کا سر توڑ مقابلہ کر رہے تھے۔ اور اس دوران اپنے جسم کو رسول اکرم ﷺ کیلئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ حضرت طلحہؓ کا اس دوران ایک ہاتھ زخمی ہو گیا اور آپکی انگلیاں کٹ گئیں جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا چاہے تو طلحہ بن عبید اللہؓ کو دیکھ لے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے احد کی جنگ کے دوران دو ایسے افراد کو دیکھا جو کہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے اور رسول اکرم ﷺ کے گرد انکی حفاظت کیلئے بہت زور شور سے جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

ایک روایت کے مطابق وہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے۔

اب دوسرے صحابہ کرامؓ بھی نہایت سرعت سے آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ ان کی تعداد تقریباً تیس ہوگئی اور ان میں سے ہر ایک نے نہایت جوانمردی کا مظاہرہ کیا جو کہ تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

جوانمردی اور قربانی کی چند مثالیں

حضرت ابودجانہؓ آپ کے سامنے بطور ڈھال ایسے کھڑے ہوگئے کہ حضرت ابودجانہؓ کی پشت دشمن کی طرف تھی۔ پس دشمن کے تیروں کی بارش حضرت ابودجانہؓ کی پشت پر ہو رہی تھی اور وہ ذرا بھی نہ ہلتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے دانتوں سے رسول اکرم ﷺ کی خود کی ایک کڑی انکے چہرے سے نکالی تو حضرت ابوعبیدہؓ کا ایک نچلا دانت گر گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالی تو ایک اور نچلا دانت گر گیا۔

دشمن نے کچھ گڑھے بھی کھود رکھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ ایک گڑھے میں گر گئے۔ اور آپ کے گھٹنے میں موچ آگئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے

آپ کو باہر نکالا۔

اسلامی فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نہایت خوانمردی سے لڑ بھی رہے تھے۔ لڑائی کے دوران آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ بعدازاں آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے اسلامی جھنڈے کو سینے اور گردن سے تھامے رکھا۔ اور آپ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ حضرت مصعبؓ شکل و شباہت میں رسول اکرم ﷺ سے بہت ملتے تھے۔ اس لئے مشرکین نے یہ افواہ پھیلادی کہ توبہ نعوذ باللہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر سے کئی مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

ام عمارہؓ۔ اُن کے خاوند اور دو بیٹے بھی رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کے طور پر نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ ام عمارہؓ اپنی ننگی تلوار لئے دشمنوں پر وار کر رہی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس پورے کنبے کی بہادری اور قربانی سے بہت متاثر ہو کر فرمایا۔ یا اللہ اس پورے کنبے پر رحم فرما۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی دعا فرمائی۔ یا اللہ اس سب کنبے کو جنت میں میرا ساتھی بنادے۔

مسلمان عورتیں میدان جنگ میں

بخاری شریف میں درج ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ مسلمان عورتیں جنگ ختم ہونے کے بعد میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانے کیلئے آئیں ان میں عائشہؓ۔ ام سلیمؓ۔ ام سلیطؓ اور ام ایمنؓ تھیں۔

لاشوں کا مثلہ

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت مصعبؓ کی شہادت کے بعد مشرکوں کا خیال تھا کہ حضرت محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔اس سے اُن کا اصل مقصد پورا ہو گیا ہے۔اب وہ شہداء کیطرف بڑھے اور اُن کے مثلہ میں مشغول ہو گئے شہداء کے ناک۔کان اور شرمگاہیں کاٹ کر ہار بنائے۔ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر چبانے لگی۔

صحابہ کا مقام

مسلمانوں کی فتح کے شکست میں بدل جانے کی تین وجوہات تھیں:

ا۔تیر اندازوں کا رسول اکرم ﷺ کی ہدایات سے انحراف.

۲۔رسول اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ.

۳۔میدان جنگ میں رسول اکرم ﷺ کی ہدایات کے متعلق نا اتفاقی.

امت مسلمہ کیلئے یہ بڑے سبق ہیں۔آل عمران : 152

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿152﴾

(ترجمہ) اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اس وقت جبکہ تم کافروں کو اُس کے

حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھا دیا۔ اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دُنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اس وقت خدا نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑا فضل کرنیوالا ہے۔

اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی غلطیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اُن کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں۔ اور یقیناً معاف فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر بہت فضل کرنے والے ہیں۔ پس صحابہ کرامؓ سے ان غلطیوں کا آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔

غزوہ احد کے مشکل ترین لمحات کی تفصیل آلِ عمران کی آیات 153-155 میں دی گئی ہے۔ تاکہ ہم ان سے سبق سیکھیں۔ ان آیات اور اسکا ترجمہ پچھلے صفحوں میں دیکھیں۔

واضح رہے کہ آیت نمبر 155 کے اخیر میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے جو لغزش ہوئی وہ شیطان کے اثر سے ہوئی۔ لیکن یقیناً اللہ تعالی نے صحابہ کرامؓ کو معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ تعالی نے بڑی مغفرت کرنے والے حلم والے ہیں۔ یہاں تک کہ خطا کے وقت بھی سزا نہیں دیتے۔

آیت نمبر 154 میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزش کے باوجود اُن کو رحمت سے نوازا۔ اور وہ یوں کہ صحابہ کرامؓ پر لڑائی کے میدان میں اونگھ طاری

کردی۔ اس سے اُن کی تھکاوٹ وغیرہ غائب ہوگئی۔ پس میدان جنگ میں نیند اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جبکہ نماز کے دوران نیند زحمت ہے۔

یاد رہے کہ بدر کی جنگ کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ایسی ہی رحمت عطا فرمائی۔ سورۃ الانفال: 11

إِذْ يُغَشِّيكُمُ ٱلنُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ

(ترجمہ) جب اُس نے (تمہاری) تسکین کیلئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھا دی۔

صحابہ کرامؓ کی ایک اور غلطی کا جائزہ لیجئے۔ جب منافق عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی فوج سے علیحدہ ہو کر واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ تو اس کا اثر دوسرے قبیلوں پر بھی ہوا۔ مثلاً بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے چاہا کہ وہ بھی منافقوں کی روش اختیار کریں۔ لیکن اللہ تعالی کی صحابہ کرامؓ پر عنایات کے باعث دونوں قبیلوں کو نامردی کا شکار نہ ہونے دیا۔ اور اُن کے اس خیال کو تقویت نہ ملی۔ بلکہ اللہ تعالی اُن کے مددگار رہے۔ آل عمران : 122

إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ ﴿122﴾

(ترجمہ) اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

یہ دونوں قبیلے فخر سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حامی اور مددگار ہیں۔

سوچیے جب صحابہ کرامؓ کی بعض امور میں لغزش کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کے مددگار بنتے ہیں اور اُن پر رحمت کرتے ہیں تو اس کے برعکس جب صحابہ کرامؓ دن رات اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ امور سرانجام پاتے تھے تو اُن سے اللہ تعالیٰ کتنے زیادہ خوش ہوتے تھے۔

یہاں ایک اور بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کو معاف فرمایا بلکہ رسول اکرم ﷺ کو بھی یہی حکم دیا۔ آل عمران: 155

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

(ترجمہ) آپ اُن کو معاف کردو اور اُن کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کیا کرو۔

رسول اکرم ﷺ کو دی گئی اِن چار ہدایات پر آپ غور فرماویں:

۱۔ صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کے باوجود اُن کو بالکل معاف کردیں.

۲۔ آپ اُن کے حق میں دعا فرمائیں.

۳۔ آپ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ انکو معاف فرمادیں.

۴۔ ضروری امور میں اُن سے مشورہ کریں۔ پس عملی طور پر اُن کی عزت افزائی فرمائیں۔

یقیناً کسی اور مذہب میں ایسی اعلیٰ اقدار اور وسیع القلبی نہیں۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ان نکات کے سمجھنے کے بعد کیسے کوئی شخص صحابہ کرامؓ کے بارے میں الزام تراشی کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اور تحفہ

جیسا کہ واضح ہے۔ کہ اس جنگ کے آخری لمحات مین مشرکین کو فتح نصیب ہوئی۔ وہ بہت آسانی سے مدینہ منورہ پر دھاوا بول سکتے تھے۔ اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو بے پناہ نقصان پہنچا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں ایک خوف سا طاری کر دیا اور وہ اس خوف کے زیر اثر واپس مکہ مکرمہ چلے گئے۔ آل عمران: 151

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿151﴾

(ترجمہ) ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے۔ کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

مجھے امید ہے کہ احد کی زیارت کرنے والے احباب مندرجہ بالا حقائق کو ذہن میں رکھیں گے۔ تاکہ اُن کی روحانی سوچ میں فروغ ہو۔

مدینہ کو واپس

رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے احد سے مدینہ کو واپسی کے دوران مسجد مستراح کی جگہ آرام فرمایا۔ یہ مسجد سید الشہداء روڈ پر واقع ہے۔ اس مسجد کی زیارت کے دوران ہمیں نہ صرف غزوہ احد کے شرکاء کیلئے دعا گو ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنی آرام دہ زندگی کا رسول اکرم ﷺ اور زخمی صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے موازنہ بھی کرنا چاہیئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

غزوہ احزاب

اس غزوہ کا میدان جنگ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کلومیٹر ہے۔ کفار مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ کر مسلمانوں کو روئے زمین سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کرنا چاہتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین مدینہ منورہ کے یہود اور کئی دوسرے قبائل نے اتفاق اور اتحاد کر کے ۱۵۔۱۲ ہزار کی نفری جمع کرلی۔ اس لئے اسے غزوہ احزاب کہتے ہیں (احزاب کے معنی ہیں گروپ یا گروہ)۔

دشمنوں کی سودہ بازی

مدینہ منورہ سے بیس یہودیوں کا وفد مکہ مکرمہ گیا اور قریش کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔

ان یہودیوں نے ایک اور جنگجو قبیلہ بنوغطفان کو بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے اس شرط پر تیار کرلیا۔ کہ اس سال خیبر کے علاقے کی آدھی (ایک اور روایت کے مطابق ساری) کھجوریں بنوغطفان کو عطیہ کے طور پر دیں گے۔ بنونضیر کا سردار حیّ بن اخطب تھا۔ وہ یہودی قبیلہ بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا۔ کعب بن اسد بھی کچھ تأمل کے بعد احزاب میں شمولیت کیلئے تیار ہوگیا۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔ اس طرح ایک کثیر تعداد دشمن مدینہ منورہ کے پاس پہنچ گئے۔ مسلمانوں کیلئے یہ ایک نہایت ہی کٹھن وقت تھا۔

سورۃ الاحزاب: 11-10

إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ ٱلْأَبْصَـٰرُ وَبَلَغَتِ ٱلْقُلُوبُ ٱلْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِٱللَّهِ ٱلظُّنُونَا۠ ﴿10﴾ هُنَالِكَ ٱبْتُلِىَ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا۟ زِلْزَالًا شَدِيدًا

(ترجمہ) جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے) دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

رسول اکرم ﷺ کی جنگی حکمت عملی

شوریٰ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم جز ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کردی جس میں حضرت سلمان فارسیؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت سعد بن معاذؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔

احزاب کے میدان جنگ میں مساجد بعض انہیں اکابرین کے نام سے موسوم ہیں۔

سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھودی جائے تاکہ دشمن مسلمانوں کیطرف پیش قدمی نہ کرسکیں۔ رسول اکرم ﷺ کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ نے مسلمانوں کے کئی گروپ بنادیئے۔ ہر گروپ میں دس افراد تھے۔ اور ہر گروپ کو چالیس گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھودنی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے خود بھی باقی مسلمانوں کیطرح اپنے حصے کی خندق کھودی۔ سوچیئے کہ کوئی بھی کمانڈران چیف اس طرح جنگی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتا۔

رسول اکرم ﷺ کی جنگی حکمت عملی کے مطابق اب خندق دشمنوں اور

مسلمانوں کے درمیان حائل تھی۔ اور مسلمانوں کی پشت میں سلع پہاڑ تھا اس لئے دشمن سامنے اور پشت سے حملہ آور نہ ہو سکتا تھا۔

خندق کی کھدائی بہت مشکل کام تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے شدید بھوک کا تذکرہ کیا اور اپنے پیٹ پر باندھا ہوا پتھر دکھایا۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا۔ تو آپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

چند معجزے

جنگ کے دوران ہی کئی معجزے رونما ہوئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم ﷺ کے چہرے مبارک پر شدید بھوک اور کمزوری کے آثار دیکھے۔ انہوں نے گھر جا کر ایک چھوٹا بکرا ذبح کیا اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے تقریباً اڑھائی کلو آٹے کی روٹیاں پکائیں۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی اور درخواست کی کہ اپنے ساتھ چند صحابہ کرامؓ کو بھی لائیے۔ رسول اکرم ﷺ حضرت جابرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور آپکے ساتھ تقریباً ایک ہزار صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ حضرت جابرؓ اور انکی اہلیہ صاحبہ اتنے مہمانوں کو دیکھ کر فکر مند ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے صحابہ کرامؓ کو کھانا تقسیم کیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر بھی کچھ کھانا بچ گیا جو کہ پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اہل مدینہ منورہ بتاتے ہیں کہ یہ گھر موجود سبع مساجد کے پٹرول پمپ کے سامنے تھا۔

ابن ہشام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی بہن مٹھی بھر کھجوریں لیکر میدانِ جنگ میں آئی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے کھجوریں مانگیں۔ اور زمین پر ایک کپڑا بچھا کر اس پر یہ کھجوریں ڈال دیں۔ پھر سب مجاہدین کو دعوت دی۔ بفضل خدا سب مسلمانوں نے دل بھر کر کھجوریں کھائیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ کپڑے پر بکھری ہوئی کھجوریں بجائے کم ہونے کے بڑھتی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ کپڑے کے کنارے سے باہر گرنے لگیں۔

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی۔ یہ بات رسول اکرم ﷺ کے نوٹس میں لائی گئی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر اپنے کھدائی کے آلہ سے اس چٹان پر ضرب لگائی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

اس چٹان سے ایک چنگاری نکلی اور اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے دوبارہ مندرجہ ذیل آیت پڑھی اور دوسری ضرب لگائی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

پھر ایک چنگاری نکلی اور ایک تہائی حصہ اور ٹوٹ گیا۔ آپ نے تیسری بار پھر مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر ضرب لگائی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور وہ سنتا جانتا ہے۔

تیسری بار پھر چنگاری نکلی اور باقی ماندہ چٹان بالکل چکنا چُور ہوگئی۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ آپ کی ہر ضرب کے ساتھ چٹان سے ایک چنگاری نکلی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ پہلی چنگاری میں مَیں نے شام کے سرخ محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ آپ کی قوم اِن کو فتح کرے گی۔ دوسری چنگاری میں میں نے ایران کے سفید محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی قوم ایران کو بھی فتح کرے گی۔ تیسری چنگاری کے دوران مجھے یمن کی چابیاں دی گئیں۔ اور مجھے بتایا گیا کہ آپ کی قوم یمن کو بھی فتح کرے گی۔

مسلمان یہ خبریں سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کے حوصلے بڑھ گئے اُن کے دلوں میں ذرا بھر شک وشبہ نہ ہوا۔ جبکہ اسی جنگ مین موجود منافقین مذاق اُڑانے لگے۔ ایک دوسرے سے کہتے کہ اِن کو اور انکے رسول ﷺ کو کیا ہوگیا ہے۔ کھانے کو روٹی نہیں۔ پیٹوں پر پتھر باندھے ہیں جبکہ عظیم الشان سلطنتوں کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

منافقین کی ذہنیت

منافق وہ لوگ ہیں جو کہ ظاہری طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں لیکن اسلام کی صحیح روح اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہونے پاتی۔ پس وہ صوم وصلوۃ

کے پابند نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ جہاد وقتال میں بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اُن کی موجودگی بُرے سے بُرے دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔غزوہ احزاب کے دوران بھی ایسے منافق موجود تھے۔اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کے حالات جانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں اِن منافقوں کے اقوال واعمال کو ظاہر کر دیا۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

جب منافقوں نے کثیر التعداد دشمن کو دیکھا تو چلا اُٹھے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے فی الحقیقت ہمیں دھوکا دیا ہے۔سورۃ الاحزاب: 12

وَإِذْ يَقُولُ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا

(ترجمہ) اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے کہ خدا اور اُس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

اسی طرح منافقوں نے مسلمانوں سے کہا کہ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔تم اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔سورۃ الاحزاب:13

وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُوا۟

(ترجمہ) اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لئے (ٹھیرنے کا) مقام نہیں تم لوٹ چلو۔

بعض منافقوں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ کہا کہ ہمارے گھر اور بیوی بچے خطرے میں ہیں۔ اس لئے ہمیں واپس مدینہ جانے کی اجازت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بہانے اور فریب کو کھول دیا۔ سورۃ الاحزاب : 13

وَيَسْتَـْٔذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ ٱلنَّبِىَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِىَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿13﴾

(ترجمہ) اور ایک گروہ اُن میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کُھلے پڑے ہیں۔ حالانکہ کُھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔ اور اگر (فوجیں) اطراف مدینہ سے اُن پر آداخل ہوں پھر اُن سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں۔ اور اس کے لئے بہت ہی کم توقف کریں۔

بعض منافق نہ صرف خود جنگ میں شامل نہ ہوئے بلکہ انہوں نے دوسرے رشتہ داروں کو بھی اس کی ترغیب دی۔ سورۃ الاحزاب: 18

✱ قَدْ يَعْلَمُ ٱللَّهُ ٱلْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَٱلْقَآئِلِينَ لِإِخْوَٰنِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ ٱلْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿18﴾

(ترجمہ) خدا تم میں سے اُن لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔

اللہ تعالیٰ نے اِن منافقوں کی نشان دہی کر دی۔ فرمایا کہ جب اُن پر کوئی خوف طاری ہوتا ہے تو اُن کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے کہ موت طاری ہونے کے وقت آنکھیں پتھرا سی جاتی ہیں۔ اور جب خوف ختم ہوتا ہے تو آپ سے تیز زبان اور گستاخی سے مخاطب ہوتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب: 19

فَإِذَا جَآءَ ٱلْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَٱلَّذِى يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ ٱلْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ ٱلْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى ٱلْخَيْرِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ لَمْ

يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿19﴾

(ترجمہ) پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُنکی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آرہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو خدا نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے۔ اور یہ خدا کو آسان تھا۔

سورۃ الاحزاب میں اس جنگ کے دوران منافقوں کی کئی اور ذلیل حرکتوں کا بھی ذکر ہے۔

مخلصین مومنین کا رویہ

بخلاف اس کے جب مخلصین مومنین نے اتنے بڑے جنگجو لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے۔ سورۃ الاحزاب: 22

وَلَمَّا رَءَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْأَحْزَابَ قَالُوا۟ هَٰذَا مَا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَصَدَقَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّآ إِيمَٰنًا وَتَسْلِيمًا ﴿22﴾

(ترجمہ) اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا۔ تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اُس کے پیغمبر ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے پیغمبر ﷺ نے سچ کہا تھا۔ اور اس سے اُن کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی۔

کیونکہ مومنین قرآن پاک کی تعلیمات پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ البقرۃ: 214

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ ٱلَّذِينَ خَلَوْا۟ مِن قَبْلِكُم

مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿214﴾

(ترجمہ) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یُونہیں) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعُوبتوں میں) ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے سب پکار اُٹھے کہ کب خدا کی مدد آئیگی۔ دیکھو خدا کی مدد عنقریب (آیا چاہتی) ہے۔

مومنین کا صرف زبانی کلامی ایمان نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدوں پر پورے اترے۔ یعنی بعض شہید ہو گئے۔ اور باقی بے تابی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کیلئے منتظر ہیں۔ اُن کے ارادوں میں ذرا بھر فرق نمودار نہیں ہوا۔ سورۃ الاحزاب: 23

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿23﴾

(ترجمہ) مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے خدا سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا۔ تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد

دونوں فوجیں تقریباً ایک ماہ ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالے پڑی رہیں۔ اس دوران دو بڑی اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک یہ کہ مشرکوں اور یہودیوں

کے درمیان معجزانہ طریقہ سے نااتفاقی پڑگئی اور وہ ایک دوسرے کا اعتماد کھو بیٹھے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت سرد ہوا کا طوفان بھیجا جس کا اثر دونوں فوجوں پر ہوا۔ مشرکوں کے خیمے اُڑ گئے اور وہ اس سردی کی تاب نہ لا سکے۔ پس مشرک مایوس ہوکر غصے سے بھرے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

دراصل اس سے مشرکوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور انہیں آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت سلیمان بن صردؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ اب مشرک ہم پر کبھی بھی حملہ کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ بلکہ ہم اُن پر حملہ آور ہونگے اور ہماری فوجیں اُن کی طرف پیش قدمی کریں گی۔

دیگر نکات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو شام ایران اور یمن کی طاقتور سلطنتوں کی تسخیر کی خوش خبری دی منافقین نے اس کا خوب مذاق اڑایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مذاق کے جواب میں ایک بہت اہم آیت نازل فرمائی:

سورۃ آل عمران: 26

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿26﴾

(ترجمہ) کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ اور جس کو چاہے عزت دے۔ اور جسے

چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جیسے کہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ مسلمانوں نے شام ایران اور یمن کی عالی شان سلطنتوں کو فتح کیا۔

یہ سوال بار بار پوچھا جاتا ہے کہ مسلمان آجکل کی غیر مسلم بڑی طاقتوں کو کیسے مسخر کر سکتے ہیں۔ جواب واضح ہے کہ اگر مسلمان قرآن وسنت پر عمل پیرا ہوں اور رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہوں تو یقیناً کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا   لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

لیکن افسوس کہ ہمارا حال تو بالکل اس کے برعکس ہے اسی لئے علامہ اقبال نے آجکل کے مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے کہا ہے

تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو   ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

مدینہ منورہ کے قدیم یہودی قبائل

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ہدایت عطا فرمائی اور وہ تورات سے رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور قرآنی ہدایات کے بارے میں واضح طور پر جانتے تھے۔ یہاں تک کہ وقت اور مقام کا تعین بھی کر دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہودی قبیلے شام سے نقل مکانی کر کے مدینہ منورہ کے گرد نواح میں آباد ہو گئے تھے۔ سورۃ البقرۃ: 146

الَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ الْكِتَٰبَ يَعْرِفُونَهُۥ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿146﴾

(ترجمہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخرالزماں اور قرآن) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بُوجھ کر چُھپا رہا ہے۔

اِن قبائل کی دلی خواہش تھی کہ وہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد سے اپنے سب دشمنوں کو زیر کر لیں گے۔ یہ بات فخریہ طور پر علی الاعلان کہتے تھے۔ سورۃ البقرۃ : 89

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَٰبٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا۟ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا۟ كَفَرُوا۟ بِهِۦ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَٰفِرِينَ ﴿89﴾

(ترجمہ) اور جب خدا کے ہاں سے اُن کے پاس کتاب آئی جو اُن کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے

تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب اُن کے پاس آ پہنچی تو اُس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت۔

جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو یہودی قبائل نے جاننے پہچاننے کے باوجود آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اسکی ایک دلیل یہ پیش کی کہ محمد ﷺ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ جبکہ یہودیوں کے سب نبی اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے بدمزگی پیدا کرنے کے بجائے ان قبائل سے ایک باہمی سمجھوتہ کر لیا۔ تاکہ سب گروپ سکون سے زندگی بسر کر سکیں۔ رسول اکرم ﷺ کی یہ بہت بڑی دور اندیشی تھی۔ Live and let live والی پالیسی تھی۔ یعنی خود سکون سے زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی سکون سے زندگی بسر کرنے دیں۔ اس سمجھوتے کی چند شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ یہودی مسلمانوں کے خلاف نہ لڑیں گے۔

۲۔ اگر کوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہودی اسکی مدد نہ کریں گے۔

۳۔ اگر کوئی گروپ یہودیوں پر حملہ کرے گا تو مسلمان یہودیوں کی مدد کریں گے۔

مدینہ منورہ کی ننھی منھی اسلامی ریاست کا یہ پہلا اور بہت اہم تاریخی سمجھوتہ تھا۔

مذکورہ بالا یہودی قبائل مدینہ منورہ سے تقریباً اڑھائی میل جنوب کیطرف آباد تھے۔ یہ بہت امیر تھے اور انکے بڑے بڑے باغات تھے ان کے نہ صرف رہائش کیلئے عالی شان مکان ہوتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی حفاظت کیلئے نہایت مضبوط قلعے بھی

تعمیر کئے ہوئے تھے۔ اُن کے محلات اور قلعوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔

کھنڈرات تک پہنچنے کا راستہ

آپ مسجد نبوی سے قربان روڈ (جو کہ امیر عبدالمحسن روڈ بھی کہلاتی ہے) پر جنوب کیطرف جایئے۔ پہلی ٹریفک لائٹ کی دائیں طرف جمعہ مسجد ہے قربان روڈ پر آگے بڑھیئے۔ دوسری ٹریفک لائٹ پر الہجرہ روڈ ہے جو کہ مسجد قباء کیطرف لے جاتی ہی۔ آپ اس لائٹ پر بھی آگے بڑھ جایئے حتیٰ کہ قربان روڈ پر تیسری ٹریفک لائٹ آجائے۔ یہ مدینہ منورہ کی وسطی دوری روڈ ہے۔ اگر آپ اس ٹریفک لائٹ پر دائیں کو مڑیں گے تو آپ کے گردونواح میں یہودی قبیلہ بنونضیر کے کھنڈرات نظر آئیں گے۔

اگر آپ تیسری ٹریفک لائٹ پر اور آگے بڑھیں یعنی قربان روڈ پر اور جنوب میں جائیں تو آپ مدینہ منورہ کی دوسری دوری روڈ پر پہنچ جائیں گے۔ آپ دوسری دوری روڈ کے باہر کی طرف نظر دوڑائیں تو ایک سیاہ پہاڑ نظر آئے گا۔ اس پہاڑ کا نام بنوقریظہ ہے۔ یہیں پر یہودی قبیلہ بنوقریظہ آباد تھا۔ دراصل مستشفیٰ وطنی اور بنو قریظہ پہاڑ کے درمیانی حصہ میں اس قبیلہ کے باغات اور بستیاں تھیں اور قلعہ اس پہاڑ کے قریب تھا۔ اب میں ان دو قبیلوں کے حالات باری باری لکھوں گا۔

بنو نضیر

بنو نضیر کا سردار کعب بن اشرف تھا۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو اکسانے اور انکی مدد کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مثلاً ایک بار کعب بن اشرف چالیس افراد کے ہمراہ ایک وفد کی صورت میں مشرکین مکہ کے پاس پہنچا۔ اور ان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مشرکین نے کعب بن اشرف سے پوچھا۔ کہ اس کی نظر میں ہمارا مذہب اچھا ہے یا کہ مسلمانوں کا مذہب۔ کعب بن اشرف گو اہل کتاب تھا۔ لیکن دنیاوی مفاد کے پیش نظر مذہب کو بھی بیچ دیا۔ اس نے مشرکوں سے کہا کہ یقیناً ان کا مذہب مسلمانوں سے بہتر ہے۔ سورۃ النساء: 51

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ﴿51﴾

(ترجمہ) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے۔ کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں۔

ایسی بات چیت کے بعد دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ طے ہوا کہ وہ مل کر مسلمانوں سے لڑائی کریں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو اس معاہدے سے مطلع فرمایا۔ کعب بن اشرف کی خیانت آشکار ہوگئی۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی معاہدہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔

پس رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت محمد بن مسلمہؓ نے یہ کام سرانجام دیا۔

بنونضیر کی دوسری حرکت اس سے بھی زیادہ معیوب اور غیر مہذب تھی۔ ایک بار رسول اکرم ﷺ بنونضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس قبیلہ نے آپ کو قتل کرنے کا یہ سنہری موقع سمجھا۔ پس آپ کو ایک دیوار کے سائے میں بٹھایا اور انکی سازش کے مطابق دیوار سے ایک بڑا پتھر گرا کر آپ کو ہلاک کرنا مقصود تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس ذلیل سازش سے مطلع فرمایا۔ آپ فی الفور اُٹھ کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

اب رسول اکرم ﷺ بنونضیر کو یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ تم نے باہمی سمجھوتے کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔ پس میں تم کو دس دن کی مہلت دیتا ہوں کہ اس علاقہ سے نکل کر کہیں اور چلے جاؤ۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے بنونضیر کو تھپکی دی اور کہا۔ تم اپنے گھروں میں ڈٹ جاؤ اور کسی دوسری جگہ کوچ کرنے کا ارادہ ترک کر دو۔ میں اپنے دو ہزار ساتھیوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا۔

یہ سنتے ہی بنونضیر نے نقل مکانی کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اپنے مضبوط قلعے میں بیٹھ گئے مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ بنونضیر نے قلعے کے اندر سے مسلمانوں پر خوب تیر برسائے۔

مسلمانوں نے اِن کے قیمتی باغات کے درختوں کو کاٹنا اور جلانا شروع کر دیا منافقین کا ایک شخص بھی بنونضیر کی مدد کو نہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا رویہ بیان

فرمایا۔ الحشر: 16

كَمَثَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَٰنِ ٱكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّى بَرِىٓءٌ مِّنكَ إِنِّىٓ أَخَافُ ٱللَّهَ رَبَّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿16﴾

(ترجمہ) (منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ مجھ کو تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

اللہ کی مدد

اس دوران اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ اور وہ شہر بدر ہونے کو تیار ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے پھر بھی اُن سے یہ رعایت کی کہ جو کچھ ساتھ لے جا سکتے ہو۔ لے جاؤ۔ کوئی روک ٹوک نہ ہو گی۔ بنو نضیر ہر طرح کا گھریلو سامان اور دروازے اور کھڑکیاں تک ساتھ لے گئے۔ تا کہ اُن کی دنیاوی حرص پوری ہو۔ بنو نضیر کی بربادی کا نقشہ سورہ حشر میں دیا ہے۔ الحشر: 2

هُوَ ٱلَّذِىٓ أَخْرَجَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ مِن دِيَٰرِهِمْ لِأَوَّلِ ٱلْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا۟ ۖ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَأَتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا۟ ۖ وَقَذَفَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِى ٱلْمُؤْمِنِينَ فَٱعْتَبِرُوا۟ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَبْصَٰرِ ﴿2﴾

(ترجمہ) وہی تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشر اوّل کے وقت اُن کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے۔ اور وہ لوگ یہ سمجھے

ہوئے تھے کہ اُن کے قلعے اُنکو خدا (کے عذاب) سے بچالیں گے۔ مگر خدا نے اُن کو وہاں سے آلیا جہاں سے اُنکو گمان بھی نہ تھا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں سے اُجاڑنے لگے۔ تو اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو عبرت پکڑو۔

ضروری نکات

ا۔ جب بنو نضیر نے بار بار باہمی سمجھوتہ کی خلاف ورزی کی تو رسول اکرم ﷺ نے اُن سب کو قتل کرنے کا حکم صادر نہ فرمایا۔ بلکہ صرف دوسرے علاقے میں نقل مکانی کا حکم دیا تاکہ اِن کی روزمرہ کی شرارتوں سے نجات حاصل کرسکیں۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن کو دس دن کی مہلت دی۔ تاکہ وہ بخوبی اس سفر کی تیاری کرسکیں۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن سے یہ بھی رعایت کی کہ اپنے ساتھ ہر طرح کا ساز و سامان لے جاسکتے ہیں۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

۴۔ مسلمانوں نے بنو نضیر کو تنگ کرنے کیلئے چند درخت کاٹے اور چند ہی جلائے۔ تاکہ بنو نضیر مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیں۔ البتہ مسلمانوں نے قلعے کو آگ نہ لگائی۔ بخلاف اس کے آج کل کی مہذب قومیں قلعوں اور گھروں کو آگ لگا دیتی ہیں یا بھاری مشنری سے مسمار کرتی ہیں جس سے جانی نقصان بھی ہوتا ہے۔

ان نکات سے اس بات کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ انسانی حقوق کا کیسے اور کتنا خیال کرتے تھے۔ ظاہر ہے یہ آج کل کی مہذب قوموں کے حقوق انسانی کے تحفظ سے بالکل مختلف ہے۔

بنو قریظہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ بنو نضیر کے سردار کعب بن اشرف نے مکہ مکرمہ کے مشرکوں سے مسلمانوں کے خلاف سازش کی۔ پھر بنو نضیر نے رسول اکرم ﷺ کو ایک بڑے پتھر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اور مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی کھلی خلاف ورزیاں کیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر انہیں شہر بدر ہونا پڑا۔ کچھ شام چلے گئے اور کچھ خیبر میں منتقل ہو گئے۔ لیکن اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔

مثلاً بنو نضیر کا ایک وفد پہلے مکہ مکرمہ پہنچا اور قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر بنو غطفان کو ساتھ ملایا اور اسکے بعد بنو قریظہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ احزاب میں مدد کرنے کی حامی بھر لی۔ رسول اکرم ﷺ کو اس کا بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ عین ممکن تھا کہ بنو قریظہ مسلمان عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دیں جبکہ مسلمان مرد باہر جنگ میں مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے کہ جب دشمن تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر وارد ہو گئے۔ اوپر سے مراد بنو قریظہ اور نیچے سے مراد باقی احزاب ہیں۔ سورۃ الاحزاب: 10

إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ

(ترجمہ) جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے۔

ان مشکل حالات میں بھی اللہ نے مدد فرمائی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ غزوہ احزاب کے بعد ابھی گھر پہنچے ہی تھے اور غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ سے کہا۔ آپ نے جنگی لباس اتار دیا ہے جبکہ ہم (یعنی فرشتے) ابھی تک جنگی لباس میں ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ آیئے تا کہ ہم بنوقریظہ کو انکی خیانت کی سزا دیں۔

شاید یہ بات قابل ذکر ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کی ملاقات کی جگہ مسجد نبوی کی مشرقی دیوار میں ایک کھڑکی ہے جس پر مندرجہ ذیل آیت لکھی ہے۔ سورۃ الاحزاب: 56

إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا ﴿56﴾

(ترجمہ) خدا اور اسکے فرشتے پیغمبر پر دُرود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی اُن پر دُرود اور سلام بھیجا کرو۔

یاد رہے کہ مسجد نبوی کی مختلف توسیعات کے ساتھ مشرقی دیوار اور یہ کھڑکی قدرے مشرق کی جانب بڑھادی گئی ہیں۔

بہر حال رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ سب مسلمان عصر کی نماز سے قبل بنوقریظہ کے علاقہ میں پہنچ جائیں۔ تھکے ماندے صحابہ نے لبیک کہتے ہوئے بنوقریظہ کے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ جو کہ پچیس دن جاری رہا۔

سردار کی تقریر

بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنے قبیلے کو مندرجہ ذیل تین تجاویز پیش کیں۔ اس نے کہا کہ سب سے اول بات یہ ہے کہ اگر تم ٹھنڈے دل سے سوچو تو تمہارے دل اس بات کی تصدیق کریں گے کہ محمد ﷺ صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تورات میں مذکور ہے۔ اگر تم یہ بات مان لو تو تمہاری جانیں اور مال بچ جائیں گے اور تم دنیا اور آخرت میں فلاح پاؤ گے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تم خود ہی اپنے بیوی بچوں کو قتل کرو۔ اور پھر پورے زور سے مسلمانوں کا مقابلہ کرو۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بروز ہفتہ (یوم السبت) حملہ کردو۔ کیونکہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق ہم بروز ہفتہ لڑائی نہیں کرتے اسطرح اچانک حملہ سے مسلمانوں کو شکست دینے کی کوشش کرو۔

یہودیوں نے اپنے سردار سے کہا۔ کہ پہلی تجویز نامنظور ہے کیونکہ ہم توریت کے علاوہ کسی اور کتاب کی اتباع کرنے کیلئے راضی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے ہم اُن کو ناحق کیوں قتل کریں۔ اس لئے دوسری تجویز بھی رد کرتے ہیں۔

تیسری تجویز ہمارے مذہب اور توریت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ بھی منظور نہیں۔

اس دوران اللہ تعالیٰ نے اس مغرور قبیلہ کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔سورۃ الاحزاب : 27-26

وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿26﴾ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿27﴾

(ترجمہ) اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اُتار دیا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے۔ اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مال کا اور اُس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا۔

اس ڈر کے زیرِ اثر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ غور فرمایئے کہ اوپر کی دو آیات میں نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کی یاد دہانی کرائی بلکہ مسلمانوں کو آئندہ فتوحات کی خوشخبری بھی دے دی (سبحان اللہ)۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کی اجازت دی۔ یہودی ہمیشہ بہت چالاک ہوتے ہیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی جگہ حضرت ابو لبابہؓ کو مقرر فرما دیں۔ رسول اکرمؐ نے منظوری دے دی۔ یہودیوں کو حضرت ابو لبابہؓ سے زیادہ ہمدردی کی توقع تھی کیونکہ حضرت ابو لبابہؓ کی کچھ جائداد ان کے علاقہ میں تھی۔

جب حضرت ابولبابہؓ بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت ابولبابہؓ سے یہ سوال کیا کہ اگر ہم قلعہ سے باہر آجائیں تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت ابولبابہؓ نے اپنی انگلی اپنی گردن پر رکھی یعنی کہ وہ قتل کردیے جائیں گے۔ اس عمل کے فوراً بعد حضرت ابولبابہؓ کو احساس ہوا کہ یہ تو رسول اکرم ﷺ کا راز تھا۔ جو میں نے فاش کردیا۔ اس شرمندگی کے باعث حضرت ابولبابہؓ مسجد نبوی پہنچے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا۔ اور یہ عہد کیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اسی حالت میں رہوں گا۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا۔ کہ اگر پہلے ہی سیدھا میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا۔ اب پورا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابولبابہؓ اس طرح سات دن اور سات رات بندھے رہے سوائے نماز اور رفع حاجت کیلئے عارضی طور پر ستون سے علیحدہ ہوتے۔ سات دن کے بعد آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ ستون ابھی بھی مسجد نبوی میں موجود ہے۔ اس پر استوانہ ابو لبابہ لکھا ہوا ہے۔ یہ واقعہ الانفال: 28-27 میں درج ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَخُونُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا۟ أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿27﴾ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿28﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول ﷺ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔ اور جان رکھو کہ تمہارا

مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں) کا بڑا ثواب ہے۔

بالآخر حضرت سعد بن معاذؓ نے بنو قریظہ کے بارے میں اپنا فیصلہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اِن کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

بنو قریظہ اپنی عہد شکنیوں اور خیانت کے باعث اس کے مستحق تھے کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے دشمنوں سے ریشہ دوانیاں کرتے اور اُن کی ہر طرح مدد کرتے تھے۔

اس غزوہ سے مسلمانوں کو بہت قیمتی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ مال غنیمت غزوہ کے شرکاء میں تقسیم کر دیا۔

مدینہ منورہ کے گرد و جوار میں اور بھی یہودی قبیلے تھے۔ جن کا چال چلن اِن قبیلوں سے مختلف نہ تھا۔ لیکن مثال کے طور پر صرف دو کا ذکر کافی ہے۔

مسجد قباء و مسجد ضرار

جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو پہلے قبا میں قیام فرمایا جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کیلومیٹر جنوب میں ہے۔آپ اس بستی میں چند دن ٹھہرے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد قبا ہے۔آپ نے یہ مسجد خاص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کیلئے بنائی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا یہ عمل بہت پسند آیا۔

سورۃ التوبہ: 109

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿109﴾

(ترجمہ) بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اُسکی رضامندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانیوالی کھائی کے کنارے پر رکھی وہ اُس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

قبا کے علاقہ میں قبیلہ عمرو بن عوف مقیم تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سورہ التوبہ:108

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ

(ترجمہ) اسمیں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

اس آیات کریمہ کی نازل ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے قبیلہ بنو عمرو سے پوچھا۔آپ کی کونسی خاص عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے۔اور آپکی اس

آیت میں تعریف کی ہے۔ بنو عمرو نے کہا کہ ہم کسی خاص چیز پر عمل پیرا نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ ہم رفع حاجت کے بعد صفائی کیلئے نہ صرف پتھر استعمال کرتے ہیں بلکہ پانی سے جسم کی صفائی کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً آپ کو یہ عزت افزائی اس عمل کی وجہ سے ملی ہے۔ آپ اپنے اس عمل کو ایک مستقل عادت بنالیں۔

جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی اسی جذبے کے تحت مسجد نبوی تعمیر کی۔ اس لئے سورۃ التوبہ کی آیات نمبر ۱۰۹ کا اطلاق مسجد نبوی پر بھی ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں درج ہے کہ مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب کسی دوسری مسجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے بیت اللہ شریف کے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہفتہ میں ایک بار مسجد قبا پیدل یا سواری پر جاتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس سنت پر کاربند تھے۔

جبکہ منافق لوگ ہر وقت خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔ تاکہ مسلمانوں کو نیچا دکھایا جائے۔ مثلاً قرطبی نے ایک عیسائی عالم کا تفصیلی قصہ بیان کیا ہے۔ اس شخص کا نام ابو عامر تھا۔ اس نے مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی۔ لیکن اسلامی تعلیمات سے اتفاق نہ کیا بالآخر اس نے رسول اکرم ﷺ کو چیلنج کیا اور بولا۔ ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے دور کسی دوسرے علاقے میں فوت ہوگا۔ اس نے اسلام کے دشمنوں کی حنین تک کی ہر لڑائی میں مدد کی لیکن ناکام اور رسوا ہُوا۔ بالآخر مایوس ہو کر شام کو بھاگ گیا۔ کیونکہ اُن دنوں شام

ہی عیسائی سرگرمیوں کا گہوارہ تھا۔ وہ شام میں اپنے رشتہ داروں سے دور فوت ہوا۔

شام میں قیام کے دوران ابو عامر نے مسلمانوں کے خلاف ایک سازش کی اس نے روم کے شہنشاہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے علاوہ اس نے مدینہ منورہ کے منافقوں کو ایک خط لکھا۔ جس میں انہیں مدینہ منورہ میں ایک مسجد نما عمارت تعمیر کرنے کو کہا۔ تا کہ اس عمارت کو منافقوں کے اتحاد اور سرگرمیوں کیلیے استعمال کیا جاسکے۔ اور جب روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرے تو یہ منافق متحد ہو کر اسکی مدد کریں۔

پس مدینہ منورہ کے نو منافقوں نے قباء کی مسجد کے قریب ایک مسجد بنائی۔ جس کا نام مسجد ضرار رکھا۔ اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ نئی مسجد بوڑھے اور بیمار لوگوں کی سہولت کیلیے اور مسجد قبا میں نمازیوں کی بھیڑ کو کم کرنے کیلیے ہے۔ اِن منافقوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اس نئی مسجد میں نماز پڑھائیں (تا کہ لوگوں کے دلوں میں منافقین کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے)۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن سے کہا۔ کہ فی الحال میں تبوک کی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوں جنگ سے واپسی کے بعد تمہاری خواہش پوری کروں گا۔

جب رسول اکرم ﷺ تبوک کی جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی چالاکی کا پول کھول دیا۔ پس رسول اکرم ﷺ نے اپنے چند صحابہ کرامؓ کو بھیجا کہ مسجد ضرار کو مسمار کر دیں اور آگ لگا کر تباہ کر دیں۔

اس واقعہ کی تفصیل سورہ توبہ میں ہے۔ سورۃ التوبہ: 108-107

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (107) لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَي التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (108)

(ترجمہ) اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اُن کے لئے گھات کی جگہ بنائیں۔ اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی۔ مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوے پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کرو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

پس مسجد ضرار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دریا کے کنارے ایک عمارت تعمیر کرے۔ ظاہراً وہ زمین مضبوط لگتی ہے لیکن پانی نے اسکی بنیادوں کو خالی کر دیا ہو۔ یقیناً ایسی عمارت عنقریب گر جائے گی۔ اور اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور نقصان کے اور کچھ نہیں۔

یاد رہے کہ حسد ایک بغیر شعلے والی آگ کیطرح ہے۔ اِن پاگل منافقوں کے حسد شک وشبہ اور منافقت میں اضافہ ہوتا رہے گا کیونکہ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ یہ اُن کیلئے ایک نقد سزا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ منافق اپنی

موت تک حسد کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ منافقوں کی زندگی سب کے لئے باعث صد عبرت ہے۔

ہم اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:

ا۔ مسجد ضرار مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کیلئے بنائی گئی۔

۲۔ مسجد ضرار منافقوں کو پناہ دینے اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرنے کیلئے تعمیر کی گئی۔

۳۔ یہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا اڈہ تھا۔

۴۔ پس اگر کوئی شخص مندرجہ بالا کسی ایک مقصد کے تحت مسجد تعمیر کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

۵۔ ہمارا ہر عمل تقویٰ اور اخلاص کی بنا پر ہونا چاہیئے۔

۶۔ ہمیں اپنی ذاتی صفائی اور ہر مسجد اور اسکے گردونواح کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

۷۔ صفائی کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمیں گناہوں سے پاک رہنا چاہیئے اور ہر وقت اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض زائرین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات کی صفائی کا خیال نہیں کرتے۔ اور ثواب کی بجائے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ درحقیقت نہ صرف ہمیں صفائی کا خود خیال رکھنا چاہیئے بلکہ نہایت پیار اور شائستگی سے دوسروں کو بھی یاد دہانی کرانی چاہیئے۔ سورۃ الذاریات:55

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿55﴾

(ترجمہ) اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔

مسجد قبلتین

مسجد قبلتین کا مطلب ہے ایسی مسجد جس کے دو قبلے ہوں یعنی ایک خانہ کعبہ کیطرف اور دوسرا مسجد اقصیٰ کیطرف۔ اس سے کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ دو قبلوں کی وجہ کیا ہے۔ قبلہ کی تبدیلی کیوں کب اور کیسے کی گئی۔ قبلہ کی تبدیلی کے اثرات کیا ہوئے؟ قبلہ کی تبدیلی کا حکم کس نے صادر کیا۔

ابتداء میں سب انبیاء کیلیۓ قبلہ (یعنی نماز پڑھنے کی سمت) مکہ مکرمہ میں بیت اللہ تھا۔ جو کہ آدم علیہ السلام کے وقت تعمیر کیا گیا۔ سورۃ آل عمران: 96

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿96﴾

(ترجمہ) پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ بابرکت اور جہاں کے لئے موجب ہدایت۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلیۓ بھی یہی قبلہ تھا۔ بعدازاں بنی اسرائیل کے کچھ انبیاء کیلیۓ یروشلم میں مسجد اقصیٰ قبلہ مقرر کیا گیا۔ یہ انبیاء مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کیلیۓ اسطرح کھڑے ہوتے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت اللہ انکے سامنے ہوتے۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی نماز کے دوران مکہ مکرمہ میں حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اس طرح کھڑے ہوتے کہ بیت اللہ شریف اور مسجد اقصیٰ دونوں آپ کے سامنے ہوتے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے

کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ کیونکہ سب انبیاء کیطرح آپ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع تھے۔ گو آپ کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ اُن کے لئے وہی قبلہ ہو جو آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کیلئے تھا۔ آپ کو بہت امید تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی تبدیلی کا حکم نازل فرما دیں گے۔ اس انتظار میں آپ اکثر اپنا سر اٹھا کر آسمان کیطرف دیکھتے۔ سورۃ البقرۃ: 144

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۗ

(ترجمہ) (اے محمد) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تمکو اُسی قبلے کی طرف جسکو تم پسند کرتے ہو منہ کرنیکا حکم دینگے۔ تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اُسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی خواہش پوری کر دی۔ یاد رہے کہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی صادر کر سکتے ہیں۔ قبلہ کے چناؤ کا اختیار کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

قبلہ کی تبدیلی کا اثر غیر معمولی تھا۔ جب یہودیوں کو قبلہ کی تبدیلی کی خبر ملی تو رسول اکرم ﷺ اور اسلام کا مذاق اُڑانے لگے۔ کہنے لگے یہ کیسا مذہب ہے کہ ایک دن ایک قبلہ ہو اور دوسرے دن دوسرا۔

قبلہ کی تبدیلی سے قبل یہود مسلمانوں سے قدرے رواداری سے پیش آتے

کیونکہ دونوں کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا۔قبلہ تبدیل ہونے پر یہود چونک اُٹھے۔انہیں احساس ہوا کہ علیحدہ قبلہ کا مطلب یہ ہے کہ اب مسلمان ایک بالکل علیحدہ اور مخصوص مذہب رکھنے والی قوم ہے۔اسلیئے وہ مسلمانوں کے کھلم کھلا دشمن بن گئے اور اُن کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو اور تیز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی ہر کام میں اپنی ہی حکمت مخفی ہوتی ہے۔قبلہ کی تبدیلی منافقین اور مومنین مخلصین کو پرکھنے کی کسوٹی تھی۔سورۃ البقرۃ: 143

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿143﴾

(ترجمہ) اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اُسکو ہم نے اِس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے۔اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور یہ بات (یعنی تحویل قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی ہے (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے) اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یُونہی کھودے۔ خدا تو لوگوں پر بڑا مہربان (اور) صاحبِ رحمت ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق ایک دن رسول اکرم ﷺ مسجد قبلتین میں ظہر (اور بعض روایات میں عصر) کی نماز ادا کر رہے تھے۔نماز کے دوران ہی قبلہ کی تبدیلی کا حکم نازل ہُوا۔پس رسول اکرم ﷺ اور آپکے مقتدی صحابہ کرامؓ نے نماز کے دوران ہی اپنی سمت بدل لی۔

بعض صحابہ کرامؓ مسجد قبلتین میں نماز ادا کرنے کے بعد اپنے محلوں میں گئے تو اپنے بھائیوں کو مسجد اقصیٰ کی سمت نماز ادا کرتے پایا۔ ان صحابہ کرامؓ نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ ہم نے ابھی ابھی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی سمت میں نماز ادا کی ہے۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرامؓ کے بھائیوں نے بھی نماز کے دوران اپنا رخ بغیر کسی چون و چرا کے بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اور اعلان کرنے والے صحابیؓ سے کسی قسم کا سوال جواب یا بحث مباحثہ نہ کیا۔ اس سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ بعض معاملات میں صرف ایک مسلمان کی شہادت ہی کافی ہوتی ہے۔

قبلہ کی تبدیلی کی خبر اگلے روز علی الصبح قبا کے علاقہ میں پہنچی ﷺ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق اہل قبا نے بھی اعلان سنتے ہی نماز کے دوران اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا ایک دوسرے پر بہت اعتماد تھا اور ایک دوسرے کو بہت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اگر اس چیز کا موازنہ آجکل کے مسلمانوں کے باہمی سلوک سے کیا جائے تو ہمیں خود بخود صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں ہمارے ایمان کی کمزوری اور بوداپن نظر آئے گا۔

میں نے مدینہ منورہ کی ایک مسجد کے محراب پر یہ آیت مکتوب دیکھی:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

یعنی ہم آپ کا رخ آپ کے پسندیدہ قبلہ کی جانب موڑ دیں گے۔ میں یہ پڑھ

کر بہت مسرور ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ تحفہ عطا کر کے خوش کر دیا۔ واضح ہے یہ تحفہ مسجد قبلتین میں عطا کیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ قبلہ کی تبدیلی سے قبل مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کیلئے پرانے باب جبریل کے قریب مسجد کی شمالی دیوار کیطرف رخ کر کے کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی تبدیلی کے بعد آپ نے چند دن استوانہ عائشہ کے قریب کھڑے ہو کر جنوب کیطرف رخ کر کے امامت کی پھر ہمیشہ محراب نبوی کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز کی امامت فرمائی۔

قبلہ کی تبدیلی کے بعد پرانے باب جبریل کے سامنے کا حصہ مسجد کے عقب میں آگیا۔ آپ نے یہ حصہ اصحاب صفہ کی رہائش اور تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص کر دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسجد نبوی کے خادموں کا چبوترہ جو کہ مسجد نبوی میں زائرین کو نظر آتا ہے۔ یہ اصحاب صفہ کیلئے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ چبوترہ کئی صدیوں کے بعد بنا اور یہ اس وقت کی مسجد نبوی شریف کی حدود سے باہر تھا۔ جبکہ مقام اصحاب صفہ مسجد کے اندر تھا۔

سازشیں

رسول اکرم محمد ﷺ اور انکے صحابہ کرامؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی قبور کی بے حرمتی کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ آپ تینوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں دفن ہیں۔ دشمنوں نے بار بار کوشش کی کہ اِن کے اجسام مبارک کو اِن کی قبروں سے نکال لیا جائے تاکہ مسجد نبوی شریف اور مدینہ منورہ توجہ کا مرکز نہ رہیں۔ شیخ عبدالحق (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں پہلے علماء کے حوالے سے تین بڑی سازشوں کا ذکر کیا ہے۔

پہلی سازش

ابن نجار نے اپنی کتاب بغداد کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۳۸۶ھ سے ۴۱۱ھ تک ایک فاطمی حکمران مصر کا بادشاہ تھا اور مدینہ منورہ اس کے زیر اثر تھا۔ اس حکمران کی سوچ اور کوشش یہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ اور اُن کے دو صحابہ کرامؓ کے اجسام مبارک کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کیا جائے۔ اس طرح لوگوں کی توجہ مدینہ منورہ کی بجائے مصر کی طرف مبذول ہو جائے گی۔ اس نے اس مقصد کے لئے مصر میں ایک نہایت شاندار عمارت تعمیر کی جس میں وہ اِن اجسام کو رکھنا چاہتا تھا۔

حکمران نے اِس مقصد کے حصول کیلئے اپنے ایک کارندے ابوالفتوح کو مدینہ منورہ بھیجا۔ جب یہ کارندہ مدینہ منورہ پہنچا تو اہل مدینہ کو اس سازش کی خبر ہوگئی۔ اس موقع پر قاری زلبانی نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی: سورۃ التوبہ: 13-12

وَإِن نَّكَثُوٓا۟ أَيْمَـٰنَهُم مِّنۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا۟ فِى دِينِكُمْ فَقَـٰتِلُوٓا۟ أَئِمَّةَ ٱلْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَآ أَيْمَـٰنَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ ﴿12﴾ أَلَا تُقَـٰتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوٓا۟ أَيْمَـٰنَهُمْ وَهَمُّوا۟ بِإِخْرَاجِ ٱلرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَٱللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿13﴾

(ترجمہ) اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو اُن کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) انکی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کے جلاوطن کرنے کا عزمِ مصمم کرلیا۔ اور اُنہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ ڈرنے کے لائق خدا ہے بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔

اس یاددہانی سے اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا۔ وہ ابوالفتوح اور اسکے ساتھیوں کو قتل کردینے کو تیار ہوگئے۔ ابوالفتوح ڈر گیا اور بول اٹھا۔ میں اس سازش کو کبھی بھی عملی جامہ نہ پہناؤں گا خواہ حاکم مصر مجھے قتل ہی کردے۔ اسی دوران مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑا طوفان آیا۔ جس سے کئی گھر تباہ ہوئے اور جانی اور مالی نقصان ہوا۔ ابوالفتوح کو مدینہ منورہ سے بھاگنے کا ایک اچھا بہانہ مل گیا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور آپکے صحابہ کرامؓ کو اِن مجرموں سے نجات دی۔

اس حکمران نے بعد میں ایک اور کوشش بھی کی لیکن وہ دوبارہ ناکام ہوا۔

دوسری سازش

سمہودی کے قول کے مطابق عیسائیوں نے یہ سازش ۵۵۷ھ میں مرتب کی اس وقت شام کے بادشاہ کا نام سلطان نورالدین زنگی تھا اور اسکے مشیر کا نام جمال الدین اصفہانی تھا۔ ایک رات نورالدین زنگی نے رسول اکرم ﷺ کو خواب میں تین بار دیکھا۔ ہر بار رسول اکرم ﷺ نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان سے کہا کہ مجھے اِن دونوں کی شرارت سے بچاؤ۔

سلطان کو خیال گزرا کہ یقیناً مدینہ منورہ میں کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مشیر کے ہمراہ مدینہ پہنچا۔ اور اپنے ساتھ اہل مدینہ منورہ کیلئے قیمتی تحفے لایا۔ مشیر نے مدینہ منورہ میں اعلان کیا کہ ہر شخص اپنا تحفہ حاصل کرنے کے لئے خود حاضر ہو۔ سلطان نے اہل مدینہ کو تحفے تقسیم کئے لیکن وہ دو شخص نظر نہ آئے۔ بالآخر سلطان نے پوچھا۔ کیا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ دو بہت متقی اور مالدار افراد ہیں۔ جو کسی سے کوئی تحفہ وغیرہ نہیں لیتے بلکہ دیگر لوگوں کو تحائف عطا کرتے ہیں۔ وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں اتنے مشغول ہیں کہ یہاں تک نہیں آئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ اُن کو بھی حاضر کیا جائے۔ جب سلطان نے اِن دونوں کو دیکھا تو وہ ہو بہو وہی اشخاص تھے جو اس نے خواب میں دیکھے تھے۔ سلطان نے ان سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم مراکش کے باشندے ہیں۔ حج پر آئے تھے۔ اب ہم رسول اکرم ﷺ کے پڑوسی کی حیثیت سے یہاں مقیم ہیں۔ سلطان نے پوچھا: تمہاری رہائش کہاں ہے؟ اُن کی رہائش روضہ مبارک کے قریب مسجد نبوی کی

جنوبی دیوار میں کھڑکی کے پاس تھی۔ یہ کھڑکی اب بھی موجود ہے۔

سلطان اِن کی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے اور فرش پر سے ایک دری کو ہٹایا۔ سلطان کو دری کے نیچے ایک سرنگ کا دھانہ نظر آیا۔ یہ سرنگ روضہ مبارک تک پہنچ چکی تھی۔ سلطان نے اِن دونوں سے کہا کہ اب سچی بات بتاؤ۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں۔ اور ہمیں رسول اکرم ﷺ کے جسم مبارک کو نکالنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ہم ہر روز سرنگ کھودتے ہیں۔ اور رات کے وقت مٹی کو تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع قبرستان میں بکھیرتے ہیں۔ یہ ہمارا روزمرہ کا مشغلہ ہے۔ جب ہم اس سرنگ کے ذریعے قبر کے پاس پہنچے تو ایک طوفان آیا اور زبردست بجلی کڑکی علاوہ ازیں ایک زلزلہ بھی آیا۔ اب ہماری سازش ظاہر ہو گئی ہے۔

سلطان کو انسانی اقدار سے گری ہوئی سازش کا بہت الم ہُوا اور وہ بے اختیار رو پڑا۔ جب سنبھلا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اسے اس کام کیلئے چُنا۔

سلطان نے اِن دونوں مجرموں کے سر اڑانے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے روضہ مبارک کے گرد ایک گہری خندق کھدوائی۔ اور اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا۔ تا کہ مستقبل میں کوئی شخص سرنگ کھود کر اِن قبور تک نہ پہنچ سکے۔

سلطان نے روضہ مبارک کے قریب ایک چبوترہ بھی بنوایا۔ تا کہ اس پر اِن قبور کی حفاظت کے لئے ہر وقت پاسبان رہیں۔ یہ چبوترہ اب بھی موجود ہے اور باب جبریل سے داخل ہوتے ہی دائیں جانب ہے۔ بعض زائرین مدینہ منورہ اسے مقام اصحاب صفہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مقام اصحاب صفہ مسجد نبوی کے اندر تھا۔ جبکہ یہ چبوترہ

اُس وقت کی مسجد کی چار دیواری سے باہر تھا۔

مقام اصحاب صفہ کے تعین کیلئے استونہ عائشہ سے شمال کو چلیئے (یعنی قبلہ کی سمت کے خلاف) پانچویں ستون کے قریب مقام اصحاب صفہ ہے یا یہ کہ پُرانے باب جبریل کے بالمقابل یہ مقام تھا۔ یاد رہے کہ وہاں اس وقت کوئی چبوترہ وغیرہ نہیں۔

تیسری سازش

طبری نے اپنی کتاب الریاض النضرہ میں اس کا یوں ذکر کیا ہے:

حلب شہر (شام) کے چند لوگ مدینہ منورہ آئے۔ وہ مدینہ منورہ کے گورنر کیلئے بیش بہا تحائف لائے۔ اُن کی خواہش تھی کہ روضہ مبارک میں داخل ہو کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے اجسام مبارک کو یہاں سے نکال کر باہر پھینکیں۔ گورنر کی مذہبی سوچ بھی ایسی ہی تھی۔ اس نے منظوری دے دی۔ گورنر نے مسجد کے خادم سے کہا کہ اگر رات کو کچھ لوگ آئیں تو اُن کیلئے مسجد کا دروازہ کھول دینا اور وہ جو کچھ کرنا چاہیں اس میں مداخلت نہ کرنا۔

عشاء کی نماز سے کافی دیر بعد کسی نے باب السلام پر دستک دی۔ خادم نے مسجد کا دروازہ کھول دیا۔ تقریباً چالیس آدمی مسجد میں داخل ہو گئے۔ انکے پاس توڑ پھوڑ اور کھدائی کے ہتھیار بھی تھے۔ خادم سہم گیا اور ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ یہ لوگ روضہ مبارک کیطرف بڑھے۔ ابھی منبر تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک اِن کے نیچے کی زمین پھٹ گئی یہ سب لوگ اپنے ہتھیاروں سمیت اس زمین میں دفن ہو گئے۔

گورنر اِن لوگوں کا بے تابی سے انتظار کرتا رہا بالآخر خادم کو بلایا اور اِن لوگوں

کے بارے میں دریافت کیا۔ خادم نے اسے سارا واقعہ بتا دیا۔ گورنر نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ تم یقیناً پاگل ہو۔ خادم نے گورنر کو دعوت دی کہ وہ اپنی آنکھوں سے موقع کو دیکھے۔ گورنر نے اس جگہ کی زمین کو دھنسا ہوا پایا۔ تو خادم سے کہنے لگا۔ تم اس معاملے کے بارے میں زبان نہ کھولنا ورنہ میں تمہارا سر اُڑا دوں گا۔

اللہ کے دشمن اپنی عقل سے تدبیریں بناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی تدبیریں بناتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تدبیریں انسانی تدبیروں پر حاوی ہیں۔ سورۃ الانفال:30

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾

(ترجمہ) (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ تدبیر کرنے والے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کی دنیاوی حیات میں اور اسکے بعد بھی سب لوگوں سے حفاظت فرمائی۔ سورہ المائدہ:67

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ

(ترجمہ) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

سوچیئے کہ انسانی سب تدبیریں ناکام رہیں۔ بلکہ اِن ذلیل سازشوں کے دوران رسول اکرم ﷺ کے اور بھی معجزات آشکارا ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی انکے دشمنوں کے بُرے منصوبوں اور ذلیل سازشوں سے حفاظت فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو اچھے اعمال کی توفیق دیں تاکہ وہ رب العزت کی حفاظت کے مستحق بن جائیں۔ آمین

چند دیگر تاریخی مقامات

مسجد اجابہ

مسجد اجابہ موجودہ انصار ہسپتال کے قریب ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں درج ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور آپکے صحابہ کرامؓ نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے بہت لمبی دعا مانگی۔ بالآخر رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی۔ پہلی دو منظور ہوگئی ہیں لیکن تیسری منظور نہیں ہوئی۔

سب سے پہلے میں نے اللہ تعالی سی درخواست کی کہ میری امت کو قحط سالی سے تباہ نہ فرمانا۔ دوسرے یہ کہ میری امت غرق ہو کر تباہ نہ ہو۔ اور تیسری یہ کہ میری امت باہمی لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے۔

مسجد ابی ذر

امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں اور رسول اکرم ﷺ نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ایک بہت ہی لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں فکر مند ہوگیا کہ کہیں آپکی روح تو پرواز نہیں کرگئی۔ اس فکر سے میں چپکے چپکے رونے لگا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ تجھے کیا ہوگیا

ہے میں نے اپنی فکر کا اظہار کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر سلام وصلوۃ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سلام وصلوۃ بھیجیں گے۔ میں نے اس شکرانے کا لمبا سجدہ کیا۔

مسجد غمامہ

یہ مسجد نبوی کے مغرب میں ہے اور رسول اکرم ﷺ یہاں عید کی نماز پڑھاتے تھے۔ پہلے یہ کھلا میدان تھا۔ بعد میں ترکوں نے یہاں مسجد بنوادی جو ابھی تک قائم ہے۔

مسجد جمعہ

یہ مسجد قبا سے تقریباً ایک کلو میٹر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جمعہ کی پہلی نماز یہاں ادا کی۔

البقیع

رسول اکرم ﷺ اس قبرستان کی زیارت کو جاتے اور مدفون صحابہ کرامؓ کیلئے دعا فرماتے۔ ان میں سے ایک دعا یہ ہے:

السلام علیکم دَار قوم مؤمنین وَانَّا اِن شاءَ الله بِکُمْ لاَحِقُون.

اے مومنین کی بستی۔ آپ سب کو السلام علیکم۔ انشاء اللہ ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں۔

آپ ﷺ کے کنبہ کے مندرجہ ذیل افراد یہاں دفن ہیں:

رسول اکرم ﷺ کی بیٹیاں۔ فاطمہؓ۔ رقیہؓ۔ ام کلثومؓ۔ اور زینبؓ۔ آپ کا بیٹا ابراہیمؓ بھی۔ آپ کی سب بیویاں سوائے خدیجہؓ اور میمونہؓ کے، آپکے چچا حضرت عباسؓ

اور پھوپھیاں صفیہ ؓ اور عاتکہ ؓ ان کے علاوہ حسن ؓ ۔ فاطمہ بنت اسد ؓ (حضرت علی ؓ کی والدہ) عقیل بن ابوطالب ؓ اور عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب ؓ ۔

اس قبرستان میں ہزاروں صحابہ کرام ؓ دفن ہیں۔ مدفون صحابہ کرام ؓ میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

حضرت عثمان بن مظعون ؓ، حضرت عثمان بن عفان ؓ (تیسرے خلیفہ)، حضرت خنیس بن حذافہ ؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ، حضرت ابوسعید خدری ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ، حضرت اسعد بن زرارہ ؓ اور حضرت سعد بن معاذ ؓ ۔

علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ امام نافع رحمہ اللہ۔ امام زین العابدین رحمہ اللہ۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ۔ اور آپ ﷺ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ ؓ بھی یہیں دفن ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قبولیت کے ساتھ بلائیں اور جنت البقیع میں جگہ دیں۔

- I read your book with the title, "THE TRUE STORIES OF AMERICAN NEW MUSLIMS" and it was very fascinating and I will only tell you may the good Lord (Allah) bless you and may He increase your days on this earth. We the young Muslim ladies want to follow in your footsteps and Insha-Allah hope to become devoted Muslims like you are. Ameen. Sahada Mahama. Ghana, Africa. Sept. 14, 2001.

- I had the privilege of reading your book titled "Speeches for an Inquiring Mind" given to me as sadaqat in Madina and I am pleased to let you know that the book is very enlightening, educative, scholastic and wonderful. Your effort is worth commending. The wisdom and foresight you have shown in contributing to the growth and development of Islam in this facet is unquantifiable. The purpose of this letter is to inform you of my desire to seek your indulgence and earnest permission to translate this book into the Hausa language for the benefit of the Hausa readers in Nigeria, Africa and the world over. Muhammad Al-Ameen Tukur, Nigeria, Africa. July 13, 2001.

- I have come across a copy of your book SPEECHES FOR AN INQUIRING MIND and have really felt satisfied that such difficult topics can be handled in the way you have done it. I wish to take your permission to use this book, wholly or partly for our group readings, as well as in our community's newsletter. Mahmood Nurani, Kenya, Africa. June 28, 2001.

- SPEECHES FOR AN INQUIRING MIND is amongst the best books I have ever read. The thing which attracted me instantly was the title of the book itself. Its unique style and lucidity of expression also fascinated me. In addition, every chapter is well balanced and optimally tailored. I am very happy now that I have it on my table. Your book Reminders for People of Understanding is also a great effort. I appreciated the important notes at the end of some chapters, which will be of immense help to people of understanding if Allah Wills. Dr. Shakeel Farooqi. Madinah. Nov. 29, 2001.

- I have only read two of your books and I must say they are fantastic. I have read a lot of Islamic books, but I have not found an informative book written in such simple and clear language. The issues raised in your books relate and fascinate many teenagers like me. Zakia, UK. March 11, 2002.

- I read International Muslim Youth. It was so inspiring, that at times while reading I did not notice tears falling down my cheeks. I learnt that many of our Muslim brothers are doing extraordinary things just to propagate Islam and they enjoyed it. I felt ashamed that I am not doing what is expected of me as a Muslim. Abdul Rahim Babaran. Philippines. April 23, 2003.

- I had a great feeling after reading International Muslim Youth. May Allah bless you for bringing such experiences to the attention of born Muslims who take this great gift of iman so causally. Anwar Kamal. Kuwait. February 4, 2003.

- Assalam-u-alaykum. I am Safat Begum, a Burmese Muslim. I am very much touched by the book "International Muslim Youth" written by you. After reading this book, I came to know the truth more well and would very much like to practice Islam more and more. I highly appreciate your tremendous efforts for propagating Islam. Safat Begum aka Tin Su Khine. Burma. May 2, 2003.
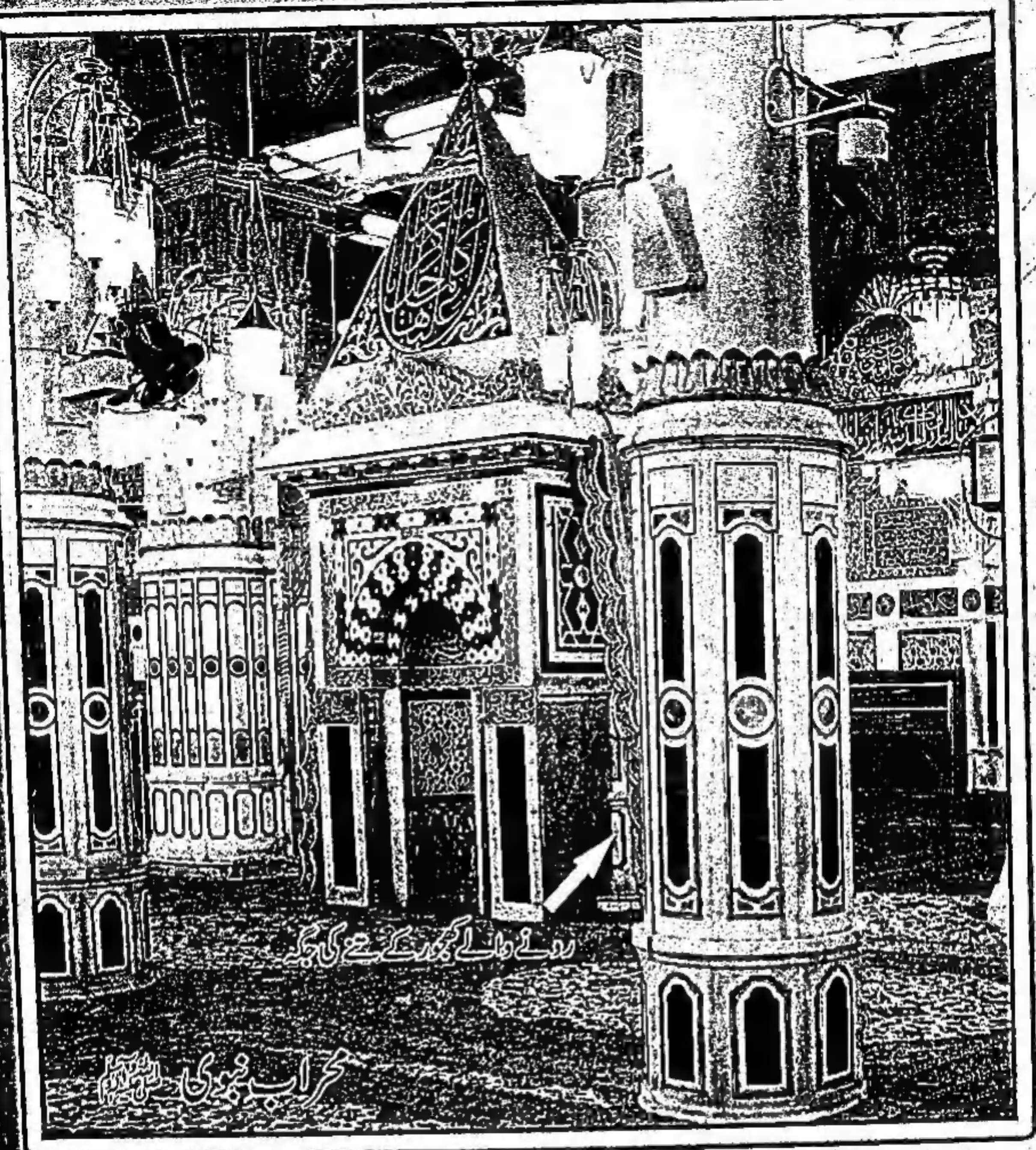
اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
(اقبال)

اس کتابچہ میں مدینہ منورہ کے بعض مقامات اور حالات کا سرسری جائزہ لے کر ان سے کار آمد نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ تاکہ روحانی ترقی میں مدد ملے۔ کتاب کی زبان سادہ ہے اور زائرین مدینہ منورہ کیلئے بہترین تحفہ۔

محمد صدیق شیخ

ردمك : 9-777-10-9960